تیسری فصل
صلۂ رِحمی کے بیان میں

یہ فصل درحقیقت پہلی ہی فصلوں کا تتمہ ہے، لیکن اللہ نے اپنے پاک کلام میں اور حضورﷺنے اپنے پاک ارشادات میں اس پر خصوصیت سے تاکیدیں فرمائی ہیں، اور تعلقات کے توڑنے پر خصوصی وعیدیں فرمائی ہیں۔ اس لیے اس مضمون کو اہتمام کی وجہ سے مستقل فصل میں ذکر کیا گیا۔

حضورِ اقدسﷺکا پاک ارشاد ہے کہ اہلِ قرابت پر صدقہ کا ثواب دوگنا ہے۔ (کنز العمال)

امّ المؤمنین حضرت میمونہؓ نے ایک باندی آزاد کی تو حضورﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اس کو اپنے ماموئوں کو دے دیتیں توو؟ افضل تھا۔ (کنز العمال)

لٰذا صدقات کے اندر اگرکوئیِ دوسری دینی ضرورت اہم نہ ہو تو عام صدقہ سے اہلِ قرابت پر صدقہ کرناا فضل ہے۔ البتہ اگر کوئی دینی ضرورت درپیش ہو تو اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کا ثواب سات سو گنا تک ہو جاتا ہے۔ قرآنِ پاک میں اور احادیث میں بہت کثرت سے صلۂ رحمی کی ترغیبات اور قطع رحمی پر وعیدیں آئی ہیں، مگر خوف ہے کہ اس رسالہ کے بڑھ جانے کا۔ اس لیے صرف تین آیات ترغیب کی اور تین آیات وعید کی ذکر کرکے چند احادیث اس مضمون کی ذکر کرتا ہوں کہ ذرا بھی طول ہوگیا توہم لوگوں کو ان کے پڑھنے کی بھی فرصت نہ ملے گی، مگر یہ سارے مضامین اس قدر اہم ہیں کہ باوجود اختصار کے بھی یہ رسالہ بڑھتا ہی جا رہا ہے اور ایک حصہ کے بجائے شاید دو حصہ کرنے پڑ جائیں۔ ۱۔ اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ

بے شک اللہ اعتدال کا اور احسان کا اور اہلِ قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں، اور منع کرتے ہیں بے حیائی سے اوربری لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ٥ (النحل :ع ١٣)بات سے اور کسی پر ظلم کرنے سے، اور تم کو (ان امور کی) نصیحت فرماتے ہیں تاکہ تم نصیحت قبول کرلو۔فائدہ: حق تعالیٰ شا ٔنہ نے قرآنِ پاک میں بہت سی جگہ اہلِ قرابت کی خیر خواہی ، ان کو دینے کا حکم اور اس کی ترغیب فرمائی ہے۔ چند آیات کی طرف یہاں اشارہ کیا جاتا ہے ، جس کا دل چاہے کسی مترجم قرآن شریف کو لے کر دیکھ لے:١۔ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰی (البقرہ :ع ١٠) ٢۔ قُلْ مَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ (البقرہ : ع ٢٦) ٣۔ سورۂ نساء کا پہلا رکوع تمام ۔ ۴۔ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًاً وَّبِذِی الْقُرْبٰی (النساء:ع ۶) ۵۔ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًاج (الأنعام: ع ١٩) ۶۔ وَاُوْلُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُھُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتَابِ اللّٰطِ (الأنفال: ع ١٠) ٧۔ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْز (یوسف: ع ١٠) ٨۔ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ (الرعد:ع ٣) ٩۔ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ (إبراهيم: ع ۶) ١٠۔ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (بني إسرائيل: ع ٣) ١١۔ وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ (بني إسرائيل: ع ٣) ١٢۔ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ (بني إسرائيل: ع ٣) ١٣۔ وَکَانَ تَقِیًّا٥ وَّبَرًّا بِوَالِدَیْہِ (مریم: ع١) ١۴۔ وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ (مریم:ع٢) ١۵۔ اِذْ قَالَ لِاَبِیْہِ یٰٓـاَبَتِ الآیہ (مریم: ع٣)

١۶۔ وَکَانَ یَاْمُرُ اَھْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ (مریم: ع۴) ١٧۔ وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ (طٰہٰ: ع ٨) ١٨۔ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا (الفرقان: ع ۶) ١٩۔ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ (الأحقاف: ع ٢) ٢٠۔ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ (نوح: ع ٢)یہ چند آیات نمونہ کے طور پر ذکر کی گئیں کہ سب کے لکھنے میںاورترجمہ میں طول کا ڈر تھا۔ یہ ان تین آیات کے علاوہ ہیں جو مفصل یہاں ذکر کی گئیں۔ ان کے علاوہ اوربھی آیات ملیںگی۔ جس چیز کو اللہ نے اپنے پاک کلام میں بار بار ارشاد فرمایا ہو اس کی اہمیت کاکیاپوچھنا۔ حضرت کعب احبار ؒ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس پاک ذات کی جس نے سمندر کو حضرت موسیٰ ؑ اور بنی اسرائیل کے لیے دو ٹکڑے کر دیا تھا! تورات میں لکھا ہے کہ اللہ سے ڈرتا رہ اور صلۂ رحمی کرتا رہ، میں تیری عمر بڑھا دوں گا، سہولت کی چیزوں میں تیرے لیے سہولت پیدا کر دوں گا، مشکلات کو دور کر دوں گا۔حق تعالیٰ شا ٔنہ نے

قرآن پاک میں کئی جگہ صلۂ رحمی کا حکم کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: { وَاتَّقُوْا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ} (النساء : ع ۱)'' یعنی اللہ تعالیٰ شانہٗ سے ڈرتے رہو جس سے کہ اپنی حاجت طلب کرتے ہو اور رِشتوں سے ڈرتے رہو'' یعنی ان کو جوڑتے رہو توڑو نہیں۔ دوسری آیت میں ارشاد ہے: { وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّہٗ } ''یعنی رشتہ دار کا جو حق نیکی اور صلۂ رحمی کا ہے وہ ادا کرتے رہو'' تیسری جگہ ارشاد ہے: { اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ} ''یعنی اللہ توحید کا اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی شہادت کا حکم فرماتے ہیں، اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے کا اور ان سے درگزر کرنے کا حکم فرماتے ہیں، اور رشتہ داروں کو دینے کا یعنی صلۂ رحمی کا حکم فرماتے ہیں'' تین چیزوں کا حکم فرمانے کے بعد تین چیزوں سے منع کیا ہے۔ فحش سے یعنی گناہ سے، اور منکر سے یعنی ایسی بات سے جس کی شریعت میں اورسنت میں اصل نہ ہو، اور ظلم سے یعنی لوگوں پر تعلّی سے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کی تم کو نصیحت فرماتے ہیں تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔حضرت عثمان بن مظعونؓ فرماتے ہیں کہ حضورﷺسے مجھے بہت محبت تھی اور اسی کی شرم میں مسلمان ہوا تھا کہ حضورﷺمجھ سے مسلمان ہونے کو فرماتے تھے۔ اس وجہ سے میں مسلمان ہوگیا، لیکن اسلام میرے دل میں نہ جما تھا۔ ایک مرتبہ میں حضورﷺ کے پاس بیٹھا ہوا کچھ باتیں کر رہا تھا کہ مجھ سے باتیں کرتے کرتے حضورﷺکسی دوسری طرف ایسے متوجہ ہوگئے جیسے کسی اور سے باتیں کر رہے ہوں۔ تھوڑی دیر میں پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرئیل ؑ آئے تھے اور یہ آیتِ شریفہ: { اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ} آخرتک نازل ہوئی۔ مجھے اس مضمون سے

بہت مسرت ہوئی اور اسلام میرے دل میں جم گیا۔ میں وہاں سے اٹھ کر حضورﷺ کے چچا ابو طالب کے پاس گیا (جومسلمان نہ تھے) ا ن سے جاکر میں نے کہا کہ میں تمہارے بھتیجےؐ کے پاس تھا، ان پر اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وہ کہنے لگے کہ محمد (ﷺ) کا اِتباع کرو فلاح کوپہنچو گے۔ خدا کی قسم! وہ اپنی نبوت کے دعویٰ میں سچے ہوں یا جھوٹے، لیکن تمہیں تو اچھی عادتوں کی ہی تعلیم اور کریمانہ اخلاق سکھاتے ہیں۔ (تنبیہ الغافلین) یہ ایسے شخص کی نصیحت ہے۔ جو خود مسلمان بھی نہیں ہیں کہ وہ بھی اس کا اقرار کرتے ہیں کہ نبوت کا دعویٰ سچا ہو یا جھوٹا لیکن اسلام کی تعلیم بہترین تعلیم ہے، وہ کریمانہؐ اخلاق سکھاتی ہے، مگر افسوس کہ آج ہم مسلمانوں ہی کے اخلاق سب سے زیادہ گرے ہوئے ہیں۔۲۔ وَلَا یَاْتَلِ اُولُوْا الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَۃِ اَنْ یُّؤْتُوْآ اُولِیْ الْقُرْبٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَالْمُھٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ص وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا ط اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ٥ (النور : ع٣) یہ آیتِ شریفہ اور اس کاترجمہ پہلی فصل کے نمبرِ (۱۸) پر گزر چکا ہے ۔ مجھے اس کے اِعادہ سے اس پر تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ ہم لوگ اپنے ان اسلاف کے معمولات پربھی غور کریں اور حق تعالیٰ شانہٗ کی اس ترغیب پر بھی۔ کتنا سخت اور اہم واقعہ ہے کہ حضور ﷺکی بیوی، سارے مسلمانوں کی ماں، ان پر اولاد کی طرف سے بے بنیاد تہمت لگائی جائے اور اس کو پھیلاتے وہ قریبی رشتہ دار ہوں جن کا گزر اوقات بھی ان کے باپ ہی کی اِعانت پر ہو، اس پر باپ یعنی حضرت ابوبکرِ صدیقؓکو جس قدر بھی رنج اور صدمہ ہو وہ ظاہر ہے، اس پر اللہ کی طرف سے یہ ترغیب کہ معاف کریں اور درگزر کریں، اور حضرت صدیقؓ کی طرف سے یہ عمل کہ جتنا پہلے خرچ کرتے تھے اس میں اضافہ فرمایا، جیسا کہ پہلے گزر چکا،کیا ہم بھی اپنے رشتہ داروں کے ساتھ ایسا معاملہ کرسکتے ہیں کہ کوئی ہم پر الزام رکھے، ہمارے گھر والوں کو ایسی سخت چیز کے ساتھ متہم کرے، اور پھر ہم قرآنِ پاک کی اس آیتِ شریفہ کو تلاوت کریں اور اس رشتہ دار کی قرابت پر نگاہ رکھتے ہوئے کسی قسم کی اِعانت اس کی گوارہ کرلیں؟ حاشا وکلّا! عمر بھر کی اسی سے نہیں اس کی اولاد سے بھی دشمنی بندھ جائے گی، بلکہ جو دوسرے رشتہ دار اس سے تعلق رکھیں گے ان کا بھی بائیکاٹ کر دیں گے اور جس کسی تقریب میں وہ شریک ہوں گے مجال ہے کہ ہم اس میں شرکت کرلیں۔ کیوں؟ فقط اس لیے کہ یہ لوگ ایسے شخص کی تقریب میںیا دعوت میں شریک ہوگئے جس نے ہمیں گالی دے دی، ہماری آبرو گرادی، ہماری بہو بیٹی پر تہمت لگا دی، چاہے لوگ اس گالی دینے والے کے فعل سے کتنے ہی ناراض ہوں، مگر اس کی تقریب میں شرکت کے جرم میں ان سے بھی ہمارا قطع تعلق

ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد یہ ہے کہ ہم خود بھی اس کی اِعانت سے ہاتھ نہ روکیں
اورہمارا عمل یہ ہے کہ کوئی دوسرا بھی اس کی دعوت کر دے تو ہم اس دوسرے سے بھی
تعلقات منقطع کر دیں، لیکن جن کے دل میں حقیقی ایمان ہے، اللہ کی عظمت ان میں راسخ

ہے، اس کے پاک ارشاد کی ان کو وقعت ہے، انھوںنے اس پرعمل کر کے دکھا دیا کہ اطاعت کرنا
اس کو کہتے ہیں، مطیع ایسے ہوتے ہیں، اللہ اپنے عالی شان کے موافق ان پر رحمتیں نازل
فرمائے اور ان کے شان کے موافق ان کے درجات بلند فرمائے۔ آخر یہ بھی جذبات رکھتے تھے،
غیرت حمیّت رکھتے تھے، ان کے سینوں میں دل اور اس میں جذبات بھی تھے،لیکن اللہ کی رضا
کے سامنے کیسا دل اورکہاں کے جذبات؟ کیسی غیرت اورکہاں کی بدنامی؟ اللہ کی رضا کے
مقابلے میں سب چیز فنا تھی۔٣۔ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًاط حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ اور ہم
نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے (بالخصوص كُرْهًا ط وَحَمْلُهٗ وَ
فِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًاط حَتّٰى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ
اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ط اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ
الْمُسْلِمِيْنَ o اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ نَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ط
وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ o (الأحقاف: ع ٢)ماں کے ساتھ احسان کا اور بھی زیادہ،
کیونکہ) اس کی ماںنے بڑی مشقت کے ساتھ اس کوپیٹ میںرکھا اور بڑی مشقت سے اس کو
جنا، اور اس کو پیٹ میں رکھنے اور دودھ چھڑانے میں (اکثر کم سے کم) تیس مہینے ہو جاتے
ہیں، (کتنی طویل مشقت ہے) یہاںتک کہ جب وہ بچہ جوان ہوتا ہے، (اور دانائی کے زمانے)
چالیس برس کو پہنچتا ہے تو (جو سعید ہوتا ہے وہ) کہتاہے: اے میرے پروردگار! مجھے اس پر
مداومت دیجیے کہ میں ان نعمتوں کا شکر ادا کروں جو آپ نے مجھ کو اور میرے والدین کو
عطا فرمائیں، اور(اس کی توفیق دیجیے کہ) میںا یسے نیک کام کیا کروں جن سے آپ راضی
ہوجائیں اور میری اولاد میں بھی میرے (نفع کے) لیے صلاحیت پیدا فرما دیں۔ میں (اپنے سارے
گناہوں سے) توبہ کرتا ہوں اور میں آپ کے فرمانبرداروں سے ہوں۔ (آگے حق تعالیٰ شا نہٗ ان
لوگوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ) یہی لوگ ہیں جن کے نیک کاموں کو ہم قبول کرلیں گے اور
ان کی برائیوں سے درگزر کریں گے اس طرح پر کہ یہ جنت والوں میں سے ہوں گے، یہ اس
وعدے کی وجہ سے ہے جس کاان سے دنیا میں وعدہ کیا جاتا تھا (کہ نیک اعمال کا صلہ جنت
ہے)۔

فائدہ: حق تعالیٰ شا نہٗ نے اہلِ قرابت اور والدین کے بارے میں بار بار تاکید فرمائی جیسا کہ
پہلی آیتِ شریفہ کے ذیل میں گزر چکا۔ اس آیتِ شریفہ میں خاص طور سے والدین کے بارے
میں احسان کی خصوصی تاکید فرمائی کہ ہم نے والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا ہے۔ یہ
مضمون اسی عنوان سے کہ ہم نے والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا، تین جگہ قرآنِ پاک میں
وارد ہے۔ پہلی جگہ سورۂ عنکبوت رکوع (١) میں، پھر سورۂ لقمان رکوع (٢)میں، تیسری
جگہ یہاں جس سے بہت زیادہ تاکید معلوم ہوتی ہے۔صاحب ’’خازن‘‘ نے لکھا ہے کہ یہ آیتِ
شریفہ حضرت ابوبکر صدیق کی شان میں نازل ہوئی کہ اِبتداءًا ان کی رفاقت حضورِ اقدسﷺ
کے ساتھ شام کے سفر میں ہوئی تھی جب کہ ان کی عمر اٹھارہ سال کی تھی اور حضورﷺکی
عمر شریف بیس سال کی تھی۔ اس سفر میں راستے میں ایک بیری کے درخت کے پاس ان
دونوں کا قیام ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ وہاں ایک راہب تھا اس سے ملنے تشریف لے گئے اور
حضورﷺ درخت کے سایے میں تشریف فرما رہے۔ اس راہب نے حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا کہ یہ
شخص جو درخت کے نیچے ہے کون ہے؟ آپ نے فرمایا: محمد بن عبداللہ بن عبدالمطّلب۔ راہب
نے کہا: خدا کی قسم! یہ نبی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ و السلام کے بعد
سے اس درخت کے نیچے کوئی نہیں بیٹھا، یہی نبیٔ آخر الزماںہیں۔ جب حضورﷺکی عمر شریف
چالیس سال کی ہوئی اور آپ کو نبوت ملی تو حضرت ابوبکر صدیق مسلمان ہوئے اور دو
برس بعد جب آپ کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو یہ دعا کی: رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ کہ مجھے توفیق
دیجیے کہ میںاس نعمت کا شکر ادا کروں جو مجھ پر اور میرے والدین پرہوئی۔ حضرت علی

کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ یہ فضیلت مہاجرین میں کسی اور کو حاصل نہیں ہوئی کہ اس کے ماں باپ دونوں مسلمان ہوئے ہوں۔ اور دوسری دعا اولاد کے متعلق صلاحیت کی فرمائی جس کا ثمرہ یہ ہے کہ آپ کی اولاد بھی مسلمان ہوئی۔ (تفسیرِخازن) سب سے پہلی آیت سورۂ عنکبوت والی اور بھی زیادہ سخت ہے کہ اس میں ان والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم ہے جو کافر ہوں۔ اور جب کافر والدین کے ساتھ بھی حق تعالیٰ شا ٔ کی طرف سے اچھا برتائو اور بھلائی کرنے کا حکم ہے تو مسلمان والدین کے ساتھ بھلائی اور احسان کی تاکید بطریقِ اولیٰ ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقّا فرماتے ہیں کہ جب میں مسلمان ہوا تو میری ماں نے یہ عہد کرلیا کہ میں نہ کھانا کھائوں گی نہ پانی پیئوں گی، جب تک کہ تُو محمد(ﷺ) کے دین سے نہ پھرے گا۔ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا،حتیٰ کہ زبردستی اس کے منہ میں ڈالا جاتا تھا۔ اس پر یہ آیتِ شریفہ نازل ہوئی۔ (دُرِّمنثور) عبرت کامقام ہے کہ ایسی سخت حالت میں بھی اللہ پاک کاارشاد ہے کہ ہم نے آدمی کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا ہے۔ البتہ اگر وہ مشرک بنانے کی کوشش کریں تو اس

میں اطاعت نہیں ہے۔ حضرت حسن ؒ سے کسی نے پوچھا کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی کیا مقدار ہے؟ انھوںنے فرمایا کہ جو کچھ تیری مِلک میں ہے ان پرخرچ کرے اورجو وہ حکم کریں اس کی اطاعت کرے، بجز اس کے کہ وہ کسی گناہ کا حکم کریں کہ اس میں اطاعت نہیں ہے۔ یہ تھی اسلام کی تعلیم، مسلمانوں کا عمل، کہ مشرک والدین اگر اولاد کو مشرک بنانے کی کوشش بھی کریں تب بھی ان کے ساتھ بھلائی کاحکم ہے۔ البتہ شرک کرنے میں ان کی اطاعت اور فرمانبرداری نہیں، اس لیے کہ یہ خالق کا حق ہے۔ والدین کا حق خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہو جائے مالک کے حق کے مقابلے میں کسی کا حق نہیں ہے۔ لَا طَاعَۃَ لِلْمَخْلُوْقِ فِيْ مَعْصِيَۃِ الْخَالِقِ ’’خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی کوئی اطاعت نہیں‘‘۔ لیکن ان کے اس حکم اور اولاد کو مشرک بنانے کی کوشش پر بھی ان کے ساتھ احسان کا، بھلائی کا حکم ہے۔ ایک اور حدیث میںسورۂ لقمان والی آیت کے متعلق وارد ہوا ہے کہ یہ حضرت سعد ؓ کے واقعہ میں نازل ہوئی۔ اس حدیث میں ہے حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ بہت سلوک کیاکرتا تھا۔ جب میں مسلمان ہوگیا تومیری والدہ نے کہا: سعد! یہ کیا کیا؟ یا تواس دین کو چھوڑ دے ورنہ میں کھانا چھوڑ دوںگی یہاں تک کہ مرجائوں گی، ہمیشہ تیرے لیے یہ طعن کی چیز رہے گی، لوگ تجھے اپنی ماں کا قاتل کہیں گے۔ میں نے اس سے کہا کہ ایسا نہ کر، میں اپنا دین توچھوڑ نہیں سکتا۔ اُس نے ایک دن بالکل نہ کھایا نہ پیا۔ دوسرا دن بھی اسی حال میں گزرگیا، تو میں نے اس سے کہا کہ اگر تمہاری سو جانیں ہوں اور ایک ایک کرکے سب ختم ہو جائیں، تب بھی دین تو نہیں چھوڑ سکتا۔ جب اس نے یہ پختگی دیکھی تو کھانا پینا شروع کر دیا۔ (دُرِّمنثور)اس آیتِ شریفہ میں والدین کے ساتھ نیک سلوک کا حکم ہے۔ فقیہ ابوللیث ؒ فرماتے ہیں کہ اگر حق تعالیٰ شا ٔ والدین کے حق کا حکم نہ بھی فرماتے تب بھی عقل سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ان کا حق بہت ضروری اور اہم ہے، چہ جائے کہ اللہ نے اپنی سب کتابوں تورات، انجیل، زبور، قرآنِ شریف میں ان کے حق کا حکم فرمایا۔ تمام انبیائے کرام ؑ کو ان کے حق کے بارے میں وحی بھیجی اور تاکید فرمائی۔ اپنی رضا کو والدین کی رضا کے ساتھ وابستہ کیا اور ان کی ناراضی پر اپنی ناراضی مرتب فرمائی۔ (تنبیہ الغافلین)یہ تین آیات حسنِ سلوک کے متعلق تھیں، اس کے بعد صرف تین آیات بدسلوکی پر تنبیہ کے متعلق بھی ذکر کرتا ہوں۔١۔ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلاَّ الْفٰسِقِيْنَ o الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهَدَ اللّٰهِ مِنْم بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ۪ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِط

اُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ o (البقرہ:ع۳)اور نہیں گمراہ کرتے اللہ تعالیٰ شا ٔ اس مثال سے (جس کا پہلی آیت میں ذکر ہوا)، مگر ایسے فاسق لوگوں کو جو توڑتے رہتے ہیں اس معاہدے کو جو اللہ تعالیٰ سے کرچکے تھے اس معاہدے کی پختگی کے بعد اورقطع کرتے رہتے ہیں ان تعلقات کو جن کے وابستہ رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا اور فساد کرتے رہتے ہیں زمین میں، یہی لوگ ہیں پورے خسارے والے۔فائدہ: جیسا کہ اللہ نے قرآنِ پاک میںکئی جگہ صلۂ رحمی

بالخصوص والدین کے حقوق کی رعایت کا حکم اور ترغیب فرمائی، جیساکہ اوپرگزراء اسی طرح سے بہت سی جگہ اپنے پاک کلام میں قطعِ رحمی بالخصوص والدین کے ساتھ بدسلوکی پر بھی تنبیہ فرمائی۔ پہلے کی طرح ان میں سے بھی چند آیات کا حوالہ لکھتا ہوں۔ دوستو! غور کرو، اللہ کے پاک کلا م میں جب بار بار اس پر تنبیہ ہے تو اس کو سوچو اور عبرت حاصل کرو۔ اللہ کاپاک ارشاد ہے: ١۔ وَاتَّقُوْا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ (النساء : ع١) ٢۔ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ (الأنعام :ع ١٩) ٣۔ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَۃَ اِمْلَاقٍ (بني إسرائيل : ع ٤) ٤۔ وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْہِ الآیۃ (الأحقاف : ع ٢) ٥۔ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَکُمْ (محمد : ع ٣)حضرت محمد باقر ؒکو ان کے والد نے جو خاص طور سے اہتمام سے وصیت فرمائی ہے، جو پہلی فصل کی احادیث کے سلسلہ میں نمبر (٢٣) پر بھی گزر چکی ہے، وہ بہت تجربہ کی بات ہے۔ وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد (حضرت امام زین العابدین ؒ) نے وصیت فرمائی ہے کہ پانچ قسم کے آدمیوں کے پاس نہ پھٹکیو، ا ن سے بات نہ کی جیو، حتیٰ کہ راستہ چلتے ہوئے اتفاقًا بھی ان کے ساتھ نہ چلنا۔ اول: فاسق شخص کہ وہ ایک لقمہ کے بدلہ میں تجھ کو بیچ دے گا، بلکہ ایک لقمہ سے کم میں بھی۔ میں نے پوچھا کہ ایک لقمہ سے کم میں کس طرح بیچے گا؟ فرمانے لگے کہ محض لقمہ کی امیدپر تجھ کو بیچ دے گا اور وہ لقمہ اس کو میسر بھی نہ ہوگا۔ نمبر ٢: بخیل کہ وہ تیری سخت احتیاج کے وقت بھی تیرے سے کنارہ کش ہو جائے گا۔ نمبر٣: جھوٹا شخص کہ وہ بالُو (دھوکہ) کی طرح سے تجھے دھوکا میں رکھے گا۔ جو چیز دور ہوگی اس کو قریب بتائے گا، جو قریب ہوگی اس کو دور ظاہر کرے گا۔ نمبر

اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ o (البقرہ:ع٣)اور نہیں گمراہ کرتے اللہ تعالیٰ شا ٔ اس مثال سے (جس کا پہلی آیت میں ذکر ہوا)، مگر ایسے فاسق لوگوں کو جو توڑتے رہتے ہیں اس معاہدے کو جو اللہ تعالیٰ سے کرچکے تھے اس معاہدہ کی پختگی کے بعد، اورقطع کرتے رہتے ہیں ان تعلقات کو جن کے وابستہ رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔ اور فساد کرتے رہتے ہیں زمین میں، یہی لوگ ہیں پورے خسارہ والے۔فائدہ: جیسا کہ اللہ نے قرآنِ پاک میںکئی جگہ صلۂ رحمی بالخصوص والدین کے حقوق کی رعایت کا حکم اور ترغیب فرمائی، جیساکہ اوپرگزراء اسی طرح سے بہت سی جگہ اپنے پاک کلام میں قطعِ رحمی بالخصوص والدین کے ساتھ بدسلوکی پر بھی تنبیہ فرمائی۔ پہلے کی طرح ان میں سے بھی چند آیات کا حوالہ لکھتا ہوں۔ دوستو! غور کرو، اللہ کے پاک کلا م میں جب بار بار اس پر تنبیہ ہے تو اس کو سوچو اور عبرت حاصل کرو۔ اللہ کاپاک ارشاد ہے: ١۔ وَاتَّقُوْا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ (النساء : ع١) ٢۔ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ (الأنعام :ع ١٩) ٣۔ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَۃَ اِمْلَاقٍ (بني إسرائيل : ع ٤) ٤۔ وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْہِ الآیۃ (الأحقاف : ع ٢) ٥۔ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَکُمْ (محمد : ع ٣)حضرت محمد باقر ؒکو ان کے والد نے جو خاص طور سے اہتمام سے وصیت فرمائی ہے، جو پہلی فصل کی احادیث کے سلسلہ میں نمبر (٢٣) پر بھی گزر چکی ہے، وہ بہت تجربہ کی بات ہے۔ وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد (حضرت امام زین العابدین ؒ) نے وصیت فرمائی ہے کہ پانچ قسم کے آدمیوں کے پاس نہ پھٹکیو، ا ن سے بات نہ کی جیو، حتیٰ کہ راستہ چلتے ہوئے اتفاقًا بھی ان کے ساتھ نہ چلنا۔ اول: فاسق شخص کہ وہ ایک لقمہ کے بدلہ میں تجھ کو بیچ دے گا، بلکہ ایک لقمہ سے کم میں بھی۔ میں نے پوچھا کہ ایک لقمہ سے کم میں کس طرح بیچے گا؟ فرمانے لگے کہ محض لقمہ کی امیدپر تجھ کو بیچ دے گا اور وہ لقمہ اس کو میسر بھی نہ ہوگا۔ نمبر ٢: بخیل کہ وہ تیری سخت احتیاج کے وقت بھی تیرے سے کنارہ کش ہو جائے گا۔ نمبر٣: جھوٹا شخص کہ وہ بالُو (دھوکہ) کی طرح سے تجھے دھوکا میں رکھے گا۔ جو چیز دور ہوگی اس کو قریب بتائے گا، جو قریب ہوگی اس کو دور ظاہر کرے گا۔ نمبر

۴: بے وقوف کے پاس نہ لگنا کہ وہ تجھے نفع پہنچانے کا ارادہ کرے گا تب بھی اپنی حماقت سے نقصان پہنچا دے گا۔ مثل مشہور ہے کہ دانا دشمن نادان دوست سے بہتر ہے۔ نمبر۵: قطع رحمی کرنے والے کے پاس نہ جائیو کہ میں نے قرآنِ پاک میں تین جگہ اس پر اللہ کی لعنت پائی ہے۔ (روض الریاحین)٢۔ وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ وَ یَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ

يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِیْ الْاَرْضِط اُولٰٓئِکَ لَهُمُ اللَّعْنَۃُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِo (الرعد : ع ۳)اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے معاہدے کو اس کی پختگی کے بعد توڑتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے جن تعلقات کے جوڑنے کا حکم فرمایا ان کو توڑتے ہیں، اور دنیا میں فساد کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر لعنت ہے اور ان کے لیے اس جہان میں خرابی ہے۔فائدہ: حضرت قتادہ ؓ سے نقل کیا گیا کہ اس سے بہت احتراز کرو کہ عہد کرکے توڑ دو، اللہ نے اس کو بہت ناپسند کیا ہے اور بیس آیتوں سے زائد میں اس پر وعید فرمائی ہے، جو نصیحت کے طور پر اور خیر خواہی کے طور پر اور حجت قائم کرنے کے لیے وارد ہوئی ہیں، مجھے معلوم نہیں کہ اللہ نے عہدکے توڑنے پر جتنی وعیدیں فرمائی ہیں اس سے زائد کسی اور چیز پرفرمائی ہوں، پس جو شخص اللہ کے واسطے سے عہد کرلے اس کو ضرور پورا کرے۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدسﷺ نے خطبہ میں فرمایا کہ جو شخص امانت کو واپس نہ کرے اس کاایمان ہی نہیں اور جو عہد کو پورا نہ کرے اس کا دین نہیں۔ حضرت ابو امامہ اور حضرت عبادہ ؟ سے بھی یہ مضمون نقل کیا گیا۔ (دُرِّمنثور)حضرت میمون بن مہران ؒ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں کافر مسلمان کی کوئی تفریق نہیں، سب کا حکم برابر ہے۔ اوّل جس سے معاہدہ کیا جائے اس کو پورا کیا جائے، چاہے وہ معاہدہ کافر سے کیا ہو یا مسلمان سے۔ اس لیے کہ عہد حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے ہے۔ دوسرے جس سے رشتے کا تعلق ہو اس کی صلۂ رحمی کی جائے، چاہے وہ رشتے دار مسلمان ہو یا کافر۔ تیسرے جو شخص امانت رکھوائے اس کی امانت واپس کی جائے، امانت رکھوانے والا مسلمان ہو یا کافر ہو۔ (تنبیہ الغافلین)قرآن پاک میں بہت سی آیات کے علاوہ ایک جگہ خاص طور سے اسی کا حکم ہے:{وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِج اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلاً o}
(بني إسرائيل: ع۴)

عہد کو پورا کیا کرو، بے شک عہد کی باز پُرس ہوگی۔حضرت قتادہ ؓ فرماتے ہیں کہ جن تعلقات کو جوڑنے کا حکم فرمایا، اس سے رشتے داریاں قریب کی اور دور کی مراد ہیں۔ (دُرِّمنثور) دوسری چیز تعلقات کے توڑنے کے متعلق ارشاد فرمائی ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒفرماتے ہیں کہ جو شخص قرابت کے تعلقات کو توڑنے والا ہو اس سے میل جول پیدا نہ کی جیو کہ میں نے قرآنِ پاک میں دو جگہ ان لوگوں پر لعنت پائی ہے، ایک اس آیتِ شریفہ میں دوسری سورۂ محمد میں۔ (دُرِّمنثور)سورۂ محمد کی آیتِ شریفہ کا حوالہ قریب گزر چکا ہے، جس میں قطع رحمی کے بعد ارشاد فرمایا ہے: یہی لوگ ہیں جن پراللہ نے لعنت کی ہے، پھر (ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اَحکام سننے سے) بہرہ کر دیا اور (راہِ حق) دیکھنے سے اندھا کر دیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ نے دو جگہ لعنت کا لفظ فرمایا اور حضرت زین العابدین ؒنے، جیسا کہ ابھی گزرا، تین جگہ فرمایا۔ اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ دو جگہ تو لعنت ہی کا لفظ ہے سورۂ رعد اور سورۂ محمد میں، اور تیسری جگہ ان کو گمراہ اور خسارہ والا فرمایا ہے جو لعنت ہی کے قریب ہے، جیسا کہ اس سے پہلے نمبر پر سورۂ بقرہ کی آیت میں ابھی گزرا ہے۔حضرت سلمانؓ حضورِاقدسﷺ کا پاک ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس وقت کہ قول ظاہر ہوجائے اور عمل خزانے میں چلا جائے، یعنی تقریریں تو بہت ہونے لگیں، مضامین بہت کثرت سے لکھے جائیں، لیکن عمل ندارد ہو جائے گویا مقفّل رکھا ہوا ہے، اور زبانی اتفاق تو آپس میں ہو جائے لیکن قلوب مختلف ہوں، اور رشتے دار آپس کے تعلقات توڑنے لگیں، تو اس وقت میں اللہ ان کواپنی رحمت سے دورکر دیتے ہیں اور اندھا بہرہ کر دیتے ہیں۔ حضرت حسنؓ سے بھی حضورِ اقدسﷺ کا یہ ارشاد نقل کیاگیا کہ جب لوگ علوم کو ظاہر کریں اور عمل کو ضائع کر دیں، اورزبانوں سے محبت ظاہر کریں اور دلوں میں بغض رکھیں، اور قطع رحمی کرنے لگیں، تو اللہ اس وقت ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیتے ہیں اور اندھا بہرہ کر دیتے ہیں۔ (دُرِّمنثور) کہ پھر نہ سیدھا راستہ ان کو نظر آتا ہے نہ حق بات ان کے کانوں میں پہنچتی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جنت کی خوشبو اتنی دور تک جاتی ہے کہ وہ راستہ پانچ سو برس میں طے ہو، والدین کی نافرمانی کرنے والا اور قطع رحمی کرنے والا جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا۔ (اِحیاء العلوم) حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ فرماتے ہیں کہ ہم عرفہ کی شام کو حضورِاقدسﷺ کی خدمت میں حلقے کے طور پر چاروں طرف بیٹھے تھے،

حضورﷺ نے فرمایا کہ مجمع میں کوئی شخص قطع رحمی کرنے والا ہو تو وہ اٹھ جائے پاس نہ بیٹھے۔ سارے مجمع میںسے صرف ایک صاحب اٹھے، جو دور بیٹھے ہوئے تھے اور پھر تھوڑی دیر میں واپس آکر بیٹھ گئے۔ حضورﷺ نے ان سے دریافت فرمایاکہ میرے کہنے پر مجمع میں سے صرف تم اٹھے تھے اور پھر آکر بیٹھ گئے، یہ کیا بات ہے؟ انھوںنے

عرض کیا کہ حضور کا ارشاد سن کر میں اپنی خالہ کے پاس گیا تھا، اس نے مجھ سے قطع تعلق کر رکھا تھا۔ میرے جانے پر اس نے کہا کہ تُو خلافِ عادت کیسے آگیا؟ میں نے آپ کا ارشاد مبارک سنایا، اس نے میرے لیے دعائے مغفرت کی، میں نے اس کے لیے دعائے مغفرت کی (اور آپس میں صلح کرکے واپس حاضر ہوگیا)۔ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے بہت اچھا کیا، بیٹھ جاؤ۔ اس قوم پر اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں کوئی قطع رحمی کرنے والا ہو۔فقیہ ابواللیث ؒ نے اس کو نقل کیا ہے، لیکن صاحب ’’کنز‘‘ نے اس کے ایک راوی کے متعلق ابنِ مَعین سے کِذب کی نسبت نقل کی ہے۔ (کنز العمال) فقیہ ابو للیث ؒ فرماتے ہیں: اس قصہ سے معلوم ہوا کہ قطع رحمی اتنا سخت گناہ ہے کہ اس کی وجہ سے اس کے پاس بیٹھنے والے بھی اللہ کی رحمت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ جو شخص اس میں مبتلا ہو وہ اس سے توبہ کرے اور صلۂ رحمی کا اہتمام کرے۔ حضورﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ کوئی نیکی جس کا ثواب بہت جلد ملتا ہو صلۂ رحمی سے بڑھ کر نہیں۔ اور کوئی گناہ جس کا وبال دنیا میں اس کے علاوہ ملے جو آخرت میں ملے گا قطع رحمی اور ظلم سے بڑھ کر نہیں ہے۔ (تنبیہ الغافلین)متعدد روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ قطع رحمی کاوبال آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی پہنچتا ہے اور آخرت میںبرے ٹھکانے کا تو خود اس آیتِ شریفہ ہی میں ذکر ہے۔ فقیہ ابواللیث ؒ نے ایک عجیب قصہ لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک نیک شخص امانت دار خراسان کے رہنے والے تھے۔ لوگ ان کے پاس اپنی امانتیں رکھوایا کرتے تھے۔ ایک شخص ان کے پاس دس ہزار اشرفیاں امانت رکھوا کر اپنی کسی ضرورت سے سفر میں چلا گیا۔ جب وہ سفر سے واپس آیا تو اس خراسانی کا انتقال ہو چکا تھا۔ ان کے اہل و عیال سے اپنی امانت کاحال پوچھا، انھوںنے لاعلمی ظاہر کی۔ ان کو بڑافکر ہوا کہ بہت بڑی رقم تھی۔ علمائے مکہ مکرمہ سے کہ اتفاق سے اس وقت ایک مجمع ان کاموجود تھا، مسئلہ پوچھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟ انھوںنے کہا کہ وہ آدمی تو بہت نیک تھا، ہمارے خیال میں جنتی آدمی تھا۔ تُو ایک ترکیب کرے جب آدھی یاتہائی رات گزر جائے توزمزم کے کنویں پرجا کر اس کانام لے کر پکار کے اس سے دریافت کرے اس نے تین دن تک ایسا ہی کیا۔ وہاں سے کوئی جواب نہ ملا۔ اس نے پھر جاکر ان علما سے تذکرہ کیا، انھوںنے إِنَّا لِلّٰہ پڑھا اور کہا کہ ہمیں تو یہ ڈر ہوگیا کہ وہ شاید جنتی نہ ہو، تو فلاں جگہ جا وہاں ایک وادی ہے جس کا نام برہوت ہے۔ اس میں ایک کنواں ہے،اس کنویں پر آواز دے اس نے ایسا ہی کیا۔ وہاںسے پہلی ہی آواز میں جواب ملا کہ تیرا مال ویسا ہی محفوظ رکھا ہے۔ مجھے اپنی اولاد پراطمینان نہ ہوا، اس لیے میں نے فلاں جگہ مکان کے اندر اس کوگاڑ دیا ہے۔ میرے لڑکے سے کہہ کہ تجھے اس جگہ پہنچا دے، وہاں سے زمین کھود کر اس کو نکال لے۔ چناں چہ اس نے ایسا ہی کیا اور مال مل گیا۔ اس شخص نے وہاں بہت تعجب سے اس سے

یہ بھی دریافت کیا کہ تُو تو بہت نیک آدمی تھا تو یہاں کیوں پہنچ گیا۔ کنویں سے آواز آئی کہ خراسان میں میرے کچھ رشتہ دار تھے جن سے میں نے قطع تعلق کررکھا تھا۔ اسی حال میں میری موت آگئی، اس کی گرفت میں میں یہاں پکڑا ہوا ہوں۔ (تنبیہ الغافلین)حضرت علی ؓ سے نقل کیا گیا کہ سب سے بہترین وادی تمام وادیوں میں مکہ مکرمہ کی وادی ہے اور ہندوستان کی وہ وادی جہاں حضرت آدم ؑ جنت سے اترے تھے، اسی جگہ ان خوشبوئوں کی کثرت ہے جن کو لوگ استعمال کرتے ہیں۔ اور بدترین وادی اَحقاف ہے اور وادیٔ حضر موت جس کوبرہوت کہتے ہیں۔ اور سب سے بہترین کنواں دنیا میںزمزم کا ہے اور بدترین کنواںبرہوت کا ہے، جس میں کفار کی روحیں جمع ہوتی ہیں۔ (دُرِّمنثور) ان روحوں کا کسی وقت ان مواقع میںہونا شرعی حجت نہیں ہے، کشفی امور سے تعلق رکھتا ہے، جو حق تعالیٰ

شانہٗ جس پر چاہے کسی وقت منکشف فرما دیتے ہیں، لیکن کشف شرعی حجت نہیں ہے۔۳۔
اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلاَهُمَا فَلاَ تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلاَ اگر وہ (یعنی ماں باپ) تیرے سامنے (یعنی تیری زندگی میں) بڑھاپے کو پہنچ تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًاo وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىْ صَغِيْرًاo رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِىْ نُفُوْسِكُمْ ط اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلاَ وَّابِيْنَ غَفُوْرًاo(بني إسرائيل : ع٣)جائیں، چاہے ایک ان میں سے پہنچے یا دونوں، (اور بڑھاپے کی بعض باتیں جوانوں کو گراں ہونے لگتی ہیں اور اس وجہ سے ان کی کوئی بات تجھے گراں ہونے لگے) تب بھی ان سے کبھی ''ہوں'' بھی مت کرنا اور نہ ان سے جھڑک کر بولنا، ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے ہمارے پروردگار! تُو ان پر رحمت کر جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے پالا ہے۔ (اور صرف ظاہر داری ہی نہیں بلکہ دل سے ان کا احترام کرنا) تمہارا ربّ تمہارے دل کی بات کو خوب جانتا ہے، اگر تم سعادت مند ہوگے (اور غلطی سے کوئی بات خلافِ ادب سرزد ہو جائے اور تم توبہ کرلو) تو

وہ توبہ کرنے والے کی خطائیں بڑی کثرت سے معاف کرنے والا ہے۔فائدہ: حضرت مجاہد ؒ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا گیا کہ اگر وہ بوڑھے ہو جائیں اور تمہیں ان کا پیشاب پاخانہ دھونا پڑ جائے تو کبھی ''اُف'' بھی نہ کرو، جیسا کہ وہ بچپن میں تمہارا پیشاب پاخانہ دھوتے رہے ہیں۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اگر بے ادبی میں ''اُف''۔ کہنے سے کوئی ادنیٰ درجہ ہوتا تو اللہ اس کوبھی حرام فرما دیتے۔ حضرت حسنؓ سے کسی نے پوچھا کہ نافرمانی کی مقدار کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اپنے مال سے ان کو محروم رکھے اور ملنا چھوڑ دے اور ان کی طرف تیزنگاہ سے دیکھے۔ حضرت حسنؓ سے کسی نے پوچھا کہ ان سے ''قولِ کریم'' کاکیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ان کو ''اماں، ابّا'' کر کے خطاب کرے، ان کانام نہ لے۔ حضرت زبیر بن محمد ؒ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا گیا کہ جب وہ پکاریں تو حاضر ہوں، حاضر ہوں سے جواب دے ؒ حضرت قتادہ ؒ سے نقل کیا گیا کہ نرمی سے بات کرے۔ حضرت سعید بن المسیب ؒسے کسی نے عرض کیا کہ قرآنِ پاک میں حسنِ سلوک کا حکم تو بہت جگہ ہے اور میں اس کو سمجھ گیا، لیکن ''قولِ کریم'' کامطلب سمجھ میںنہیں آیا، تو انہوں نے فرمایا: جیساکہ بہت سخت مجرم غلام سخت مزاج آقا سے بات کرتا ہے۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورﷺکی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوئے، ان کے ساتھ ایک بڑے میاںبھی تھے۔ حضورﷺ نے اُن سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ یہ میرے والد ہیں۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ ان سے آگے نہ چلنا، ان سے پہلے نہ بیٹھنا، ان کا نام لے کر نہ پکارنا اور ان کو برا نہ کہنا۔حضرت عُروہ ؒ سے کسی نے پوچھا کہ قرآنِ پاک میںان کے سامنے جھکنے کا حکم فرمایا ہے، اس کا کیامطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر وہ کوئی بات تیری ناگواری کی کہیں تو ترچھی نگاہ سے ان کو مت دیکھ کہ آدمی کی ناگواری اوّل اس کی آنکھ سے ہی پہچانی جاتی ہے۔حضرت عائشہؓ حضورِاقدسﷺ سے نقل کرتی ہیں کہ جس نے باپ کی طرف تیز نگاہ کرکے دیکھا وہ فرماں بردار نہیں ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورﷺ سے دریافت کیا کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کیا ہے؟ حضورﷺ نے فرمایا کہ نماز کا اپنے وقت پر پڑھنا۔ میں نے عرض کیا کہ اس کے بعد کون سا عمل ہے؟ حضورﷺ نے فرمایا: والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ میں نے عرض کیا: اس کے بعد؟ حضورﷺ نے فرمایا: جہاد۔ ایک اور حدیث میں حضورﷺ کا ارشاد وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے۔ (دُرِّمنثور)

صاحبِ ''مظاہر'' نے لکھا ہے کہ ماں باپ کے حقوق میں ہے کہ ایسی تواضع اور تملُّق کرے اور اداۓ خدمت کرے کہ وہ راضی ہو جائیں۔ جائز کاموں میں ان کی اطاعت کرے، بے ادبی نہ کرے، تکبر سے پیش نہ آۓ اگرچہ وہ کافر ہی ہوں۔ اپنی آواز کو ان کی آواز سے بلند نہ کرے، ان کو نام لے کر نہ پکارے،کسی کام میں ان سے پہل نہ کرے، امر بالمعروف نہی عن المنکرمیں نرمی کرے۔ ایک بار کہے، اگر وہ قبول نہ کریں تو خود سلوک کرتا رہے اور ان کے

لیے دعا و اِستغفار کرتا رہے، اور یہ بات قرآنِ پاک سے نکالی ہے۔ یعنی حضرت ابراہیمِ علیٰ
نبینا وہ کی اپنے باپ کو نصیحت کرنے سے۔ (مظاہر بتغیر) یعنی حضرت ابراہیمؑ نے ایک مرتبہ
نصیحت کرنے کے بعد کہہ دیا تھا کہ اچھا اب میںا للہ سے تمہارے لیے دعا کرتا ہوں جیساکہ
سورۂ مریم کے تیسرے رکوع میں آیا ہے۔ حتیٰ کہ بعض علمانے لکھا ہے کہ ان کی اطاعت حرام
میں تو ناجائز ہے، لیکن مشتبہ امور میں واجب ہے۔ اس لیے کہ مشتبہ امور سے اِحتیاطِ تقویٰ
اورا ن کی رضا جوئی واجب ہے۔ پس اگر ان کاما ل مشتبہ ہو اور وہ تیرے علیحدہ کھانے سے
مکدر ہوں تو ان کے ساتھ کھانا چاہیے۔حضرت ابنِ عباس؟ فرماتے ہیں کہ کوئی مسلمان ایسا
نہیں جس کے والدین حیات ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہو، اس کے لیے جنت کے
دو دروازے نہ کھل جاتے ہوں، اور اگر ان کو ناراض کر دے تو اللہ اس وقت تک راضی نہیں
ہوتے جب تک ان کو راضی نہ کرلے۔ کسی نے عرض کیاکہ اگر وہ ظلم کرتے ہوں؟ ابنِ عباس؟
نے فرمایا: اگرچہ وہ ظلم کرتے ہوں۔حضرت طلحہؓ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدسﷺ کی خدمت
میں ایک شخص حاضر ہوئے اور جہاد میں شرکت کی درخواست کی۔ حضورﷺنے فرمایا:
تمہاری والدہ زندہ ہیں؟ انہوںنے عرض کیا: زندہ ہیں۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ ان کی خدمت کو
مضبوط پکڑ لو جنت ان کے پائوں کے نیچے ہے۔ پھر دوبارہ اور سہ بارہ حضورﷺ نے یہی ارشاد
فرمایا۔حضرت ساؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضورﷺکی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض
کیا: یارسول اللہ! میرا جہاد کو بہت دل چاہتا ہے لیکن مجھ میں قدرت نہیں۔ حضورﷺ نے
فرمایا: تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ انہوںنے عرض کیا: والدہ زندہ ہیں۔ حضورﷺنے
فرمایا کہ ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ (یعنی ان کے حقوق کی ادائیگی میںتقویٰ سے آگے
بڑھ کر تقویٰ پر عمل کرتے رہو) جب تم ایسا کرو گے تو تم حج کرنے والے بھی ہو، عمرہ کرنے
والے بھی، جہاد کرنے والے بھی ہوگے یعنی جتنا ثواب ان چیزوں میں ملتا اتنا ہی تمہیں ملے گا۔
حضرت محمد بن المنکدر ؒکہتے ہیں کہ میرا بھائی عمر تو نماز پڑھنے میں رات گزارتا تھا اور
میں والدہ کے پائوں دبانے میں رات گزارتا تھا، مجھے اس کی کبھی تمنا نہ ہوئی کہ ان کی رات
(کا ثواب) میری رات کے بدلے میں مجھے مل جائے۔

حضرت عائشہؓکہتی ہیں میں نے حضورِ اقدسﷺ سے دریافت کیا کہ عورت پر سب سے زیادہ
حق کس کا ہے؟ حضورﷺ نے فرمایا: خاوند کا۔ میں نے پھر پوچھا کہ مرد پر سب سے زیادہ حق
کس کا ہے؟ حضورﷺنے فرمایا: ماں کا۔ ایک حدیث میں حضورﷺ کا ارشاد ہے کہ تم لوگوں کی
عورتوں کے ساتھ عفیف رہو تمہاری عورتیں بھی عفیف رہیں گی۔ تم اپنے والدین کے ساتھ
نیکی کا برتائو کرو تمہاری اولاد تمہارے ساتھ نیکی کا برتائو کرے گی۔ (دُرِّمنثور)حضرت
طائوس ؒکہتے ہیں کہ ایک شخص کے چار بیٹے تھے۔ وہ بیمار ہوا، ان بیٹوں میں سے ایک نے
اپنے تین بھائیوں سے کہا کہ اگر تم باپ کی تیمارداری اس شرط پر کرو کہ تم کو باپ کی
میراث میں سے کچھ نہیں ملے گا تو تم کرو، ورنہ میں اس شرط پر تیمارداری کرتا ہوں کہ
میراث میں سے کچھ نہ لوں گا۔ وہ اس پرراضی ہو گئے کہ تو ہی اس شرط پر تیماردای کر
ہم نہیں کرتے۔ اس نے خوب خدمت کی لیکن باپ کا انتقال ہی ہوگیا اور شرط کے موافق اس
نے کچھ نہ لیا۔ رات کو خواب میں دیکھا، کوئی شخص کہتا ہے: فلاں جگہ سو دینار (اشرفیاں)
گڑی ہوئی ہیں، وہ تو لے لے۔ اس نے خواب میں ہی دریافت کیا کہ ان میں برکت بھی ہوگی؟
اس نے کہا کہ برکت ان میں نہیں ہے۔ صبح کو بیوی سے خواب کاذکر کیا، اس نے ان کے نکالنے
پر اصرار کیا اس نے نہ مانا۔ دوسرے دن پھر خواب دیکھا جس میں کسی دوسری جگہ دس
دینار بتائے۔ اس نے پھر وہی برکت کا سوال کیا، اس نے کہا کہ برکت ان میں نہیں ہے۔ اس نے
صبح کو بیوی سے اس کا بھی ذکر کیا، اس نے پھر اصرار کیا مگر اس نے نہ مانا۔ تیسرے دن اس
نے پھر خواب دیکھا، کوئی شخص کہتا ہے: فلاں جگہ جا، وہاں تجھے ایک دینار (اشرفی) ملے گا
وہ لے لے۔ اس نے پھر وہی برکت کا سوال کیا، اس شخص نے کہا: ہاں اس میں برکت ہے۔ یہ
جاکر وہ دینار لے آیا اور بازار جاکر اس سے دو مچھلیاں خریدیں جن میں سے ہر ایک کے اندرسے
ایک ایسا موتی نکلا جس قسم کا عمر بھر کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ بادشاِ وقت نے ان دونوں کو
بہت اصرا ر سے نوّے خچروں کے بوجھ کے بقدر سونے سے خریدا۔احادیث۱۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَۃَ ؓ

قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! مَنْ أَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِيْ؟ قَالَ: أُمُّکَ۔ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: أُمُّکَ۔ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: أُمُّکَ۔ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: أَبُوْکَ۔ وَ فِيْ رِوَایَۃٍ قَالَ: أُمَّکَ، ثُمَّ أُمَّکَ، ثُمَّ أُمَّکَ، ثُمَّ أَبَاکَ، ثُمَّ أَدْنَاکَ فَأَدْنَاکَ ۔متفق علیہ، کذا في المشکاۃ۔

حضورِاقدسﷺ سے کسی نے دریافت کیا کہ میرے بہترین تعلقات (احسان وسلوک) کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا: ماں۔ پھر دوبارہ سہ بارہ ماںکو ہی بتایا۔ پھر فرمایا کہ باپ، پھر دوسرے رشتہ دار اَلْأَقْرَبُ فَالْأَقْرَبُ۔(جو جتنا قریب ہو اتنا ہی مقدم ہے)فائدہ: اس حدیث شریف سے بعض علما نے استنباط کیاہے کہ حسنِ سلوک اور احسان میں ماں کا حق تین حصے ہے اور باپ کا ایک حصہ، اس لیے کہ حضورﷺ نے تین مرتبہ ماںکو بتا کر چوتھی مرتبہ باپ کوبتایا۔ اس کی وجہ علما یہ بتاتے ہیں کہ اولاد کے لیے ماں تین مشقتیں برداشت کرتی ہے: حمل کی، جننے کی، دودھ پلانے کی۔ اسی وجہ سے فقہا نے اس کی تصریح کی ہے کہ احسان اور سلوک میں ماں کا حق باپ پر مقدم ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ وہ اپنی ناداری کی وجہ سے دونوںکے ساتھ سلوک نہیں کرسکتا تو ماںکے ساتھ سلوک کرنامقدم ہے۔ البتہ اِعزاز اور ادب تعظیم میںباپ کا حق ماں پر مقدم ہے۔ (مظاہرِ حق) اور یہ بھی ظاہر ہے کہ عورت ہونے کی وجہ سے ماںاحسان کی زیادہ محتاج ہوتی ہے۔ اور ان دونوں کے بعد دوسرے رشتہ دار ہیں، جس کی قرابت جتنی قریب ہوگی اتنا ہی مقدم ہوگا۔ایک حدیث میں ہے کہ اپنی ماں کے ساتھ حسنِ سلوک کی ابتدا کرو،ا س کے بعد باپ کے ساتھ، پھر بہن کے ساتھ، پھر بھائی کے ساتھ اَلْأَقْرَبُ فَالْأَقْرَبُ۔ اور اپنے پڑوسیوں اور حاجت مندوں کو نہ بھولنا۔ (کنز العمال)حضرت بہزبن حکیم ؒ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ انہوںنے حضورﷺ سے عرض کیاکہ حضور! میں سلوک و احسان کس کے ساتھ کروں؟ حضورﷺ نے فرمایا کہ اپنی ماں کے ساتھ۔ انہوںنے پھر یہی دریافت فرمایا، حضورﷺنے پھریہی جواب دیا۔ اسی طرح تیسری مرتبہ بھی، چوتھی مرتبہ میں حضورﷺنے فرمایا: باپ کے ساتھ۔ اس کے بعد پھر دوسرے رشتہ دار جو جتنا قریب ہو اتنا ہی مقدم ہے۔ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے کوئی حکم دیں تاکہ تعمیلِ ارشاد کروں۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ اپنی ماںکے ساتھ احسان کرو۔ دوسری اور تیسری مرتبہ کے بعد حضورﷺنے فرمایا کہ اپنے باپ کے ساتھ احسان کرو۔ (دُرِّمنثور)ایک حدیث میں ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جس میں یہ پائی جائیں حق تعالیٰ شا نٗہ مرنے کے وقت کو اس پر آسان کر دیتے ہیں اور جنت میں اس کو داخل کر دیتے ہیں: ضعیف پر مہربانی، والدین پرشفقت اور ماتحتوں پر احسان۔ (مشکوٰۃ المصابیح)۲۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ یُّبْسَطَ لَہٗ فِيْ رِزْقِہٖ وَیُنْسَأَ لَہٗ فِيْ أَثَرِہٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَہٗ متفق علیہ، مشکاۃ المصابیح۔

حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت کی جائے اور اس کے نشاناتِ قدم میں تاخیر کی جائے اس کو چاہیے کہ صلۂ رحمی کرے۔فائدہ: ’’نشاناتِ قدم میں تاخیر کیے جانے‘‘ سے عمر کی درازی مراد لی جاتی ہے۔ اس لیے کہ جس شخص کی جتنی عمر زیادہ ہوگی اتنے ہی زمانے تک اس کے چلنے سے نشاناتِ قدم زمین پر پڑیں گے اور جو مرگیا اس کے پائوں کانشان زمین سے مٹ گیا۔اس پر یہ اِشکال کیاجاتا ہے کہ عمر ہر شخص کی متعین ہے، قرآنِ پاک میںکئی جگہ یہ مضمون صراحت سے مذکور ہے کہ ہر شخص کا ایک مقررہ وقت ہے جس میںایک ساعت کی نہ تو تقدیم ہوسکتی ہے نہ تاخیر ہوسکتی ہے۔ اس وجہ سے درازیٔ عمر کو بعض علما نے وسعتِ رزق کی طرح سے برکت پر محمول فرمایا ہے کہ اس کے اوقات میں اس قدر برکت ہوتی ہے کہ جو کام دوسرے لوگ دنوں میں کرتے ہیں وہ گھنٹوں میں کرلیتا ہے اور جس کام کو دوسرے لوگ مہینوں میں کرتے ہیںوہ دنوں میں کرتاہے۔ اور بعض علما نے درازیٔ عمر سے اس کا ذکرِ خیر مراد لیا ہے کہ بہت دنوں تک اس کے کارناموںکے نشانات اور ذکرِ خیر اس کاجاری رہتا ہے۔ بعض علما نے لکھا ہے کہ اس کی اولاد میں زیادتی ہوتی ہے جس کاسلسلہ اس کے مرنے کے بعد دیر تک رہتا ہے، اور یہی وجوہ اس کی ہوسکتی ہیں۔جب نبی کریمﷺ نے جن کا قول سچا ہے ارشادِبرحق ہے، اس کی

اطلاع دی ہے توصورت اس کی جو بھی ہو اس کا حاصل ہونا یقینی ہے۔ اوراللہ کی پاک ذات قادرِ مطلق اور مسبب الاسباب ہے۔ اس کو اسباب پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ وہ ہر چیز کا جس کو وہ کرنا چاہے۔ ایسا سبب پیداکر دیتا ہے کہ عُقَلا کی عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔ اس لیے اس میں نہ کوئی اِشکال ہے نہ کوئی مانع ہے۔ (مظاہر بتغیر)مقدرات کا مسئلہ اپنی جگہ پر اٹل ہے، لیکن اس دنیاکو اللہ نے دارُالاسباب بنایا ہے اورہر چیز کے لیے ظاہری یا باطنی سبب پیدا کیا ہے۔ اگر ہیضہ کے بیمار کے لیے حکیم ڈاکٹر وغیرہ کے لیے ایک منٹ میں آدمی دوڑ سکتا ہے کہ شاید اس دوا سے فائدہ ہو، اس دوا سے فائدہ ہو، کیوں؟ تاکہ عمر باقی رہے، حالانکہ وہ ایک مقررہ متعینہ چیزہے، پھر کوئی وجہ نہیں کہ بقائے عمر کے لیے اس سے زیادہ جدوجہد صلۂ رحمی میں نہ کی جائے۔ اس لیے کہ اس کا بقا اورطو لِ عمر کے لیے سبب ہونا یقینی ہے اور ایسے حکیم کا ارشاد ہے جس کے نسخے میں کبھی غلطی نہ ہوئی ہو، اور ان معمولی حکیم ڈاکٹروں کے نسخوں اور تشخیص میں غلطی کے سینکڑوں احتمالات ہیں۔ حضورِاقدسﷺ کا یہ پاک ارشاد جو اوپر گزرا مختلف احادیث میں مختلف عنوانات سے وارد ہوا ہے، اس لیے اس میں تردّد نہیں۔ ایک حدیث میں حضرت علیؓ سے نقل کیا گیا کہ جو شخص ایک بات کا ذمہ

لے لے میںاس کے لیے چارباتوں کا ذمہ لیتا ہوں۔ جو شخص صلۂ رحمی کرے اس کی عمر دراز ہوتی ہے، اَعِزَّہ اس سے محبت کرتے ہیں، رزق میں اس کے وسعت ہوتی ہے اور جنت میںداخل ہوتا ہے۔ (کنز العمال) حضورِاقدسﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے فرمایا کہ تین باتیں بالکل حق (اورپکی) ہیں۔١۔ جس شخص پر ظلم کیا جائے اور وہ چشم پوشی کرے اس کی عزت بڑھتی ہے۔٢۔ جوشخص مال کی زیادتی کے لیے سوال کرے اس کے مال میں کمی ہوتی ہے۔ ٣۔ جو شخص عطااور صلۂ رحمی کا دروازہ کھول دے اس کے مال میں کثرت ہوتی ہے۔ (دُرِّمنثور)فقیہ ابواللیث ؒ فرماتے ہیں کہ صلۂ رحمی میں دس چیزیں قابلِ مدح ہیں۔ اول یہ ہے کہ اس میں اللہ جل شانہٗ عم نوالہٗ کی رضا و خوشنودی ہے کہ اللہ پاک کا حکم صلۂ رحمی کا ہے۔ دوسرے رشتے داروں پر مسرت پیدا کرنا ہے اور حضورﷺکا پاک ارشاد ہے کہ افضل ترین عمل مؤمن کو خو ش کرنا ہے۔ تیسرے اس سے فرشتوں کو بھی بہت مسرت ہوتی ہے۔چوتھے مسلمانوں کی طرف سے اس شخص کی مدح اور تعریف ہوتی ہے۔ پانچویں شیطان علیہ اللعنہ کو اس سے بڑا رنج ہوتا ہے۔ چھٹے اس کی وجہ سے عمر میںزیادتی ہوتی ہے۔ ساتویں رزق میں برکت ہوتی ہے۔ آٹھویں مُردوں کو اس سے مسرت ہوتی ہے کہ باپ دادا جن کا انتقال ہوگیا ان کو جب اس کی خبر ہوتی ہے تو ان کو بڑی خوشی اس سے ہوتی ہے۔ نویں آپس کے تعلقات میں اس سے قوت ہوتی ہے۔ جب تم کسی کی مدد کروگے، اس پراحسان کروگے، تمہاری ضرورت اور مشقت کے وقت میں وہ دل سے تمہاری اعانت کرنے کا خواہش مند ہوگا۔ دسویں مرنے کے بعد تمہیں ثواب ملتا رہے گا کہ جس کی بھی تم مدد کرو گے تمہارے مرنے کے بعد وہ ہمیشہ تمہیں یاد کرکے دعائے خیر کرتارہے گا۔حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن رحمن کے عرش کے سایہ میں تین قسم کے آدمی ہوںگے۔ ایک صلۂ رحمی کرنے والا کہ اس کے لیے دنیا میں بھی اس کی عمر بڑھائی جاتی ہے، رزق میں بھی وسعت دی جاتی ہے اور اس کی قبرمیں بھی وسعت کر دی جاتی ہے۔ دوسرے وہ عورت جس کا خاوند مرگیا ہو اوروہ چھوٹی اولاد کی پرورش کی خاطر ان کے جوان ہونے تک نکاح نہ کرے تاکہ ان کی پرورش میں مشکلات پیدا نہ ہوں۔ تیسرے وہ شخص جو کھانا تیار کرے اور یتامیٰ مساکین کی دعوت کرے۔حضرت حسنؓ حضورِ اقدسﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ دو قدم اللہ کے یہاں بہت محبوب ہیں۔ ایک وہ قدم جو فرض نماز ادا کرنے کے لیے اٹھا ہو، دوسر ا وہ قدم جو کسی محرم کی ملاقات کے لیے اٹھا ہو۔ بعض علما نے لکھا ہے کہ پانچ چیزیںایسی ہیں کہ جن پر دوام اور اِستقلال سے اللہ کے یہاں ایسی نیکیاں ملتی ہیں جیسے کہ اونچے اونچے پہاڑ اور ان کی وجہ

سے رزق میں بھی وسعت ہوتی ہے۔ ایک صدقہ کی مداومت تھوڑا ہو یا زیادہ، دوسرے صلۂ رحمی پر مداومت چاہے قلیل ہو یا کثیر، تیسرے اللہ کے راستے میں جہاد کرنا، چوتھے ہمیشہ

باوضو رہنا، پانچویں والدین کی فرمانبرداری پر مداومت کرنا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس عمل کا ثواب اور بدلہ سب سے جلدی ملتا ہے وہ صلۂ رحمی ہے۔ بعض آدمی گناہ گار ہوتے ہیں لیکن صلۂ رحمی کی وجہ سے ان کے مالوں میں بھی برکت ہوتی ہے اور ان کی اولاد میں بھی۔ (اِحیاء العلوم) ایک حدیث میں ہے کہ صدقہ طریقہ کے موافق کرنا اورمعروف (بھلائی)کا اختیار کرنا، والدین کے ساتھ احسان کرنااور صلۂ رحمی آدمی کو بدبختی سے نیک بدبختی کی طرف پھیر دیتا ہے، عمر میں زیادتی کا سبب ہے اور بری موت سے حفاظت ہے ۔ (کنز العمال)عمر میں اور رزق میں زیادتی جتنی کثرت سے روایات میں ذکر کی گئی ہے اس کا نمونہ معلو م ہوگیا۔ اور یہ دونوں چیزیںایسی جن ان پرہر شخص مرتاہے اور دنیا کی ساری کوششیں انہی دو چیزوںکی خاطر ہیں۔ حضورﷺ نے ان دونوں کے لیے بہت سہل تدبیر بتا دی کہ صلۂ رحمی کیاکرے دونوں تمنائیں حاصل ہونگی۔ اگر حضورﷺ کے ارشاد کے حق ہونے پر یقین ہے تو پھر عمر اور رزق کی زیادتی کے خواہش مندوں کو اس نسخہ پر زیادہ سے زیادہ عمل کرنا چاہیے اور جو میسر ہو اَقربا پر خرچ کرنا چاہیے کہ رزق میںزیادتی کے وعدہ سے اس کا بدل بھی ملے گا اور عمر میں اضافہ مفت میں ہے۔ ٣۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ? قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: إِنَّ مِنْ أَبَرِّ الْبِرِّ صِلَۃَ الرَّجُلِ أَهْلَ وُدِّ أَبِیْهِ بَعْدَ أَنْ یُّوَلِّيَ۔ رواہ مسلم، كذا في المشكاۃ۔حضورِ اقدسﷺ کا ارشاد ہے کہ باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اس کے چلے جانے کے بعد اس کے ساتھ تعلقات رکھنے والوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرے۔فائدہ: چلے جانے سے مراد عارضی چلا جانا بھی ہوسکتا ہے اور مستقل چلا جانا یعنی مرجانا بھی ہوسکتا ہے۔ اور یہ درجہ بڑھا ہوا اس لیے ہے کہ زندگی میں تو اس کے دوستوں کے ساتھ حسنِ سلوک میںاپنی ذاتی اَغراض کا شائبہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان کے ساتھ تعلق کی قوت اوراچھا سلوک ان اَغراض کے پورا ہونے میں معین ہوگا جو والد سے وابستہ ہیں، لیکن باپ کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنا اپنے ذاتی اَغراض سے بالاتر ہوتا ہے، اس میں باپ ہی کا احترام خالص رہ جاتا ہے۔ایک حدیث میں ہے ابنِ دینار ? کہتے ہیں کہ حضرت ابنِ عمر? مکہ کے راستہ میں تشریف لے جا رہے تھے، راستہ میںایک

بدّو جاتا ہوا نظر پڑگیا۔ حضرت ابنِ عمر? نے اس کو اپنی سواری دے دی اور اپنے سرمبارک سے عمامہ اتار کر اس کی نذر کر دیا۔ ابنِ دینار ? نے عرض کیا کہ حضرت یہ شخص تو اس سے کم درجہ احسان پربھی بہت خوش ہو جاتا! (آ پ نے عمامہ بھی دیا اور سواری بھی) حضرت ابنِ عمر? نے فرمایا کہ اس کا باپ میرے باپ کے دوستوں میں تھا اور میں نے حضورﷺ سے یہ سنا کہ بہترین صلہ آدمی کا اپنے باپ کے دوستوں پر احسان کرنا ہے۔حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میںحاضر ہوا تو ابنِ عمر مجھ سے ملنے تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے میں کیوں آیا؟ میں نے حضورﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ اپنے باپ کے ساتھ اس کی قبر میںصلۂ رحمی کرے اس کو چاہیے کہ اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کر ے، اور میرے باپ عمر میں اور تمہارے والد میں دوستی تھی اس لیے آیا ہوں۔ (الترغیب و الترہیب) کہ دوست کی اولاد بھی دوست ہوتی ہے۔ایک اور حدیث میں ہے۔ حضرت ابواُسید مالک بن ربیعہ? فرماتے ہیں کہ ہم حضورﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، قبیلہ بنو سلمہ کے ایک صاحب حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے والدین کے انتقال کے بعد ان کے حسنِ سلوک کا کوئی درجہ باقی ہے؟ حضورﷺ نے فرمایا: ہاں ہاں ان کے لیے دعائیں کرنا، ان کی مغفرت کی دعا مانگنا، ان کے عہد کو جو کسی سے کر رکھا ہو پورا کرنا اور ان کے رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا، ان کے دوستوں کااِکرام کرنا۔ (مشکوٰۃ بروایۃ ابو داؤد) ایک اور حدیث میں اس قصہ کے بعد ہے اس شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کیسی بہترین اور بڑھیا بات ہے۔ حضورﷺ نے فرمایا: تو پھر اس پر عمل کرو۔ (الترغیب و الترہیب)٤۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : إِنَّ الْعَبْدَ لَیَمُوْتُ وَالِدَاہُ أَوْ أَحَدُهُمَا وَإِنَّہٗ لَهُمَا لَعَاقٌّ فَلاَ یَزَالُ یَدْعُوْ لَهُمَا وَ یَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتّٰی یَکْتُبُہُ اللّٰہُ بَارًّا۔رواہ البیهقي في الشعب، كذا في المشكاۃ۔حضورﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کے ماں باپ دونوں یا ان میںسے کوئی ایک مرجائے اور وہ شخص ان کی نافرمانی کرنے والا ہو تو اگر وہ ان کے لیے ہمیشہ دعائے مغفرت

کرتا رہے، اس کے علاوہ ان کے لیے اور دعائیں کرتا رہے، تو وہ شخص فرمابردار وں میں شمار ہو جائے گا۔فائدہ: یہ اللہ تعالیٰ کا کس قدرانعام و احسان اور لطف وکرم ہے کہ والدین کی زندگی میں بسا اوقات ناگوار امور پیش آجانے سے دلوں میں میل آجاتا ہے، لیکن جتنا بھی رنج ہو جائے والدین ایسی چیز نہیں جن کے مرنے کے بعد بھی دلوں میں رنج

رہے، ان کے احسانات یاد آکرآدمی بے تاب نہ ہو جائے، لیکن اب وہ گئے، اب کیا تلافی ہوسکتی ہے؟ اللہ نے اپنے فضل سے اس کا دروازہ بھی کھول دیا کہ ان کے مرنے کے بعد ان کے لیے دعا کرے ان کی مغفرت کو اللہ سے مانگتا رہے ان کے لیے ایصالِ ثواب جانی اورمالی کرتا رہے کہ یہ ان کی زندگی کے زمانے میں جو ان کے حقوق ضائع ہوئے ہیں اس کی تلافی کر دے گا اور بجائے نافرمانوں میں شمار ہونے کے فرماں برداروں میں شمار ہوجائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر احسان ہے کہ ہاتھ سے وقت نکل جانے کے بعد بھی اس کا راستہ کھول دیا۔ کس قدر بے غیرتی اور دلی قساوت ہوگی اگر اس موقعے کو بھی ہاتھ سے کھو دیا جائے۔ ایسا کون ہوگا جس سے ہمیشہ والدین کی رضا ہی کے کام ہوتے رہے ہوں؟اور ادائے حقو ق میں کوتاہی توکچھ نہ کچھ ہوتی ہی ہے۔ اگر اپنا معمول اورکوئی ضابطہ ایسا مقرر کر لیا جائے جس سے ان کو ثواب پہنچتا رہے تو کس قدر اعلیٰ چیز حاصل ہوسکتی ہے۔ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے تو یہ ان کے لیے حج بدل ہوسکتا ہے ، ان کی روح کو آسمان میںاس کی خوش خبری دی جاتی ہے اور یہ شخص اللہ کے نزدیک فرماں برداروں میں شمار ہوتا ہے، اگرچہ پہلے سے نافرمان ہو۔ ایک اور روایت میںہے کہ جو شخص اپنے والدین میںسے کسی کی طرف سے حج کرے تو ان کے لیے ایک حج کا ثواب ہوتا ہے اور حج کرنے والے کے لیے نو حجوں کا ثواب ہوتا ہے۔علامہ عینی ؒ نے ’’شرح بخاری‘‘ میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ یہ دعا پڑھے:اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَلَہُ الْکِبْرِیَآئُ فِيْ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۔ لِلّٰہِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ وَلَہُ الْعَظْمۃُ فِيْ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ ھُوَ الْمَلِکُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَالَمِیْنَ۔ وَلَہُ النُّوْرُ فِيْ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔اور اس کے بعد یہ دعا کرے کہ یااللہ! اس کا ثواب میرے والدین کو پہنچا دے، اس نے والدین کا حق ادا کر دیا۔ایک اور حدیث میں ہے کہ آدمی اگر کوئی نفلی صدقہ کرے، تو اس میںکیا حرج ہے کہ اس کا ثواب اپنے والدین کو بخش دیا کرے، بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں کہ اس صورت میں ان کوثواب پہنچ جائے گا اور صدقہ کرنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ (کنز العمال) اس حدیث شریف کے موافق کچھ کرنا بھی نہیں پڑتا۔ جو کچھ بھی کسی موقع پرخرچ کیا جائے اس کا ثواب اپنے والدین کو پہنچا دیا کرے۔ حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں: اس پاک ذات کی قسم جس نے حضورِ اقدس ﷺکو حق بات کے ساتھ بھیجا ہے! یہ اللہ کے پاک کلام میںہے کہ جو شخص تیرے باپ کے ساتھ صلۂ رحمی کرتا ہو تُو اس کے ساتھ قطع رحمی نہ کر، اس سے

تیرا نور جاتا رہے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو اپنے والدین کی یا ان میں سے ایک کی قبر کی ہر جمعے کو زیارت کرے اس کی مغفرت کی جائے گی اور وہ فرمابرداروں میں شمار ہوگا۔ اوزاعی ؒکہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جو شخص اپنے والدین کی زندگی میں نافرمان ہو، پھر ان کے انتقال کے بعد ان کے لیے استغفار کرے، اگر ان کے ذمے قرض ہو تواسے کو ادا کرے اور ان کو برا نہ کہے، تو وہ فرمابرداروں میں شمار ہو جاتا ہے۔ اورجو شخص والدین کی زندگی میں فرمابردار تھا، لیکن ان کے مرنے کے بعدان کو برابھلا کہتا ہے، ان کاقرض بھی ادا نہیں کرتا، ان کے لیے اِستغفار بھی نہیں کرتا، وہ نافرمان شمار ہوجاتا ہے۔ (دُرِّمنثور)۵۔ عَنْ سُرَاقَۃَ بْنِ مَالِکٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أَلاَ أَدُلُّکُمْ عَلَی أَفْضَلِ الصَّدَقَۃِ؟ ابْنَتُکَ مَرْدُوْدَۃٌ إِلَیْکَ لَیْسَ لَھَا کَاسِبٌ غَیْرُکَ۔رواہ ابن ماجہ، کذا في مشکاۃ المصابیح۔ حضورِ اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں بہترین صدقہ بتاتا ہوں۔ تیری وہ لڑکی (اس کا محل) ہے جو لَوٹ کر تیرے ہی پاس آگئی ہو اور اس کے لیے تیرے سوا کوئی کمانے والانہ ہو۔ (کہ ایسی لڑکی پر جو بھی خرچ کیاجائے گا وہ بہترین صدقہ ہے)فائدہ: لَوٹ کر آجانے سے مراد یہ ہے کہ

لڑکی کانکاح کردیاتھا، اس کے خاوند کا انتقال ہوگیا یا خاوند نے طلاق دے دی یا کوئی اور عارضہ ایساپیش آگیا جس کی وجہ سے وہ لڑکی پھر باپ کے ذمہ ہوگئی، تو اس کی خبر گیری اس پر خرچ کرناافضل ترین صدقہ ہے۔ اور اس کاافضل ہونا صاف ظاہر ہے کہ اس میںایک صدقہ ہے، دوسرے مصیبت زدہ کی امداد ہے، تیسرے صلۂ رحمی ہے، چوتھے اولاد کی خبرگیری ہے، پانچویں غم زدہ کی دل داری ہے کہ اولاد کا ابتدا میں والدین کے ذمہ ہونا رنج کی بجائے خوشی کاسبب ہوتا ہے، لیکن اس کا اپناگھر ہوجانے کے بعد، اپناٹھکانا بن جانے کے بعد پھر والدین کے ذمہ ہو جانا، زیادہ رنج کا سبب ہوا کرتاہے۔ نبی ٔاکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی مصیبت زدہ کی فریاد رسی کرے، اس کے لیے تہتّر درجے مغفرت کے لکھے جاتے ہیں، جن میں سے ایک میں اس کے تمام امور کی اصلاح اور درستی ہے، اور بہتّر درجے اس کے لیے قیامت میں ترقیات کا سبب ہیں۔اس مضمون کی بہت سی روایات پہلی فصل کی احادیث میںنمبر (۲۶) کے ذیل میں گزر چکیں۔اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہؓ نے حضورﷺ سے دریافت کیا کہ میرے پہلے خاوند ابو سلمہؓ کی جو اولاد میرے پاس ہے،

ان پر خرچ کرنے کا بھی مجھے ثواب ملے گا، وہ تو میری ہی اولاد ہیں؟ حضورﷺ نے فرمایا: ان پر خرچ کیا کر اس کا تجھے ثوا ب ملے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح) اور اولاد پر رحمت اور شفقت تو بغیر اس کی اِحتیاج اورضرورت کے بھی مستقل مندوب اورمطلوب ہے۔ ایک مرتبہ حضورِ اقدس ﷺ کے پاس دونوں نواسے حضرت حسن، حضرت حسین ? میں سے ایک موجود تھے، حضورﷺ نے ان کوپیار کیا۔ اَقرع بن حابس قبیلۂ تمیم کا سردار بھی وہاںموجود تھا۔ کہنے لگا کہ میرے دس بیٹے ہیں میں نے ان میں سے کبھی کسی کوپیار نہیں کیا۔ حضورﷺ نے اس کی طرف تیز نگاہ سے دیکھا اور فرمایا کہ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم کیا بھی نہیں جاتا۔ ایک اور حدیث میں ہے ایک بدو نے عرض کیا کہ تم بچوں کو پیار کرتے ہو ہم تو نہیں کرتے۔ حضورﷺ نے فرمایا: میں اس کاکیا علاج کروں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحمت کا مادّہ نکال دیا۔ (الترغیب والترہیب) اولاد ہونے کے علاوہ اس کامصیبت زدہ ہونا مستقل اجر کا سبب ہے۔۶۔
عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : اَلصَّدَقَۃُ عَلَی الْمِسْکِیْنِ صَدَقَۃٌ، وَھِيَ عَلَی ذِيْ الرَّحِمِ ثِنْتَانِ، صَدَقَۃٌ وَصِلَۃٌ حضورِ اقدسﷺ کا ارشاد ہے کہ غریب پر صدقہ کرنا صرف صدقہ ہے، اور رشتہ دار پر صدقہ کرنا صدقہ بھی اور صلۂ رحمی بھی دو چیزیں ہوگئیں۔رواہ أحمد والترمذي وغیرھما، کذا في المشکاۃ فائدہ: جہاں تک اہلِ قرابت او ررشتہ داروں کا تعلق ہے ان پر صدقہ عام غربا پر صدقہ سے مقدم ہے اور افضل ہے۔ نبی کریمﷺ سے بہت مختلف روایات میں مختلف عنوانات سے یہ مضمون بھی بہت کثرت سے نقل کیاگیا۔ حضور ﷺ کاارشا د ہے کہ ایک اشرفی تُو اللہ کے راستہ میں خرچ کرے، ایک اشرفی تُو غلام کے آزاد کرنے میں خرچ کرے، ایک اشرفی تُوکسی فقیر کو دے، ایک اشرفی تواپنے اہل وعیال پر خرچ کرے، ان سب سے افضل یہی ہے جو توا پنے اہل و عیال پر خرچ کرے۔ (بشرطیکہ محض اللہ کے واسطے خرچ کیا جائے اوروہ ضرورت مند بھی ہوں جیسا کہ آگے آرہا ہے) ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت میمونہؓ نے ایک باندی آزاد کی۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ اگر اس کو اپنے ماموئوں کو دے دیتیں تو زیادہ ثواب ہوتا۔ایک مرتبہ حضورِ اقدسﷺ نے عورتوں کو خاص طور سے صدقہ کرنے کی ترغیب دی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مشہور صحابہؓ اور فقہا میں ہیں، ان کی اہلیہ حضرت زینبؓ نے ان سے کہا کہ آج حضورﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے تمہاری مالی حالت کمزور ہے، اگر تم حضورسے جاکر یہ دریافت کرلو (کہ میں صدقہ کا مال تمہیں دے دوں تو یہ

کافی ہے یا نہیں؟ انہوںنے فرمایا: تم خود ہی جاکر دریافت کرلو کہ ان کو اپنی ذات کے لیے دریافت کرنے میں غالبًا حجاب اور خود غرضی کاخیال ہوا ہوگا)۔ حضرت زینبؓ حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ وہاں دروازہ پر دیکھا کہ ایک اور عورت بھی کھڑی ہیں اور وہ بھی یہی مسئلہ دریافت کرنا چاہتی ہیں، لیکن حضورﷺ کے رعب کی وجہ سے دریافت کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اتنے میں حضرت بلالؓ آگئے، ا ن دونوں نے ان سے درخواست کی کہ حضورﷺ سے عرض کر دیں کہ دو عورتیں کھڑی ہیں اور یہ دریافت کرتی ہیں کہ اگر وہ اپنے خاوندوں

پر اور جو یتیم بچے پہلے خاوندوں سے ان کے پاس ہیں، ان پر صدقہ کر دیں تو یہ کافی ہے؟ حضرت بلالؓ نے حضورﷺ کو پیام پہنچایا حضورﷺ نے دریافت فرمایا: کون عورتیں ہیں؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ ایک فلاں عورت انصاریہ ہیں اور ایک عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی زینبؓ ہیں۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ ہاںان کے لیے دوگنا ثواب ہے، صدقہ کا بھی اور قرابت کا بھی۔ (مشکوٰۃ المصابیح)حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ میں اپنے کسی بھائی کی ایک دِرَم سے مدد کروں، یہ مجھے زیادہ پسند ہے دوسرے پر بیس دِرَم خرچ کرنے سے۔ اور میں اس پر سو دِرَم خرچ کردوں یہ زیادہ محبوب ہے ایک غلام آزاد کرنے سے۔ (اِحیاء العلوم، اِتحاف)ایک حدیث میں ہے کہ جب آدمی خود ضرورت مند ہو تو وہ مقدم ہے۔ جب اپنے سے زائد ہو تو عیال مقدم ہے۔ اس سے زائد ہو تو دوسرے رشتہ دار مقدم ہیں۔ ان سے زائد ہو تو پھر ادھر ادھر خرچ کرے۔ (کنز العمال) یہ مضمون ’’کنز العمال‘‘ وغیرہ میں کئی روایات میں ذکر کیاگیاہے اس سے معلوم ہوا کہ دوسروں کو مؤخر کرنا جب ہی ہے جب کہ اپنے کو اور اپنے اہلِ و عیال کو اِحتیاج زیادہ نہ ہو۔ اور اگر اپنے سے زیادہ محتاج دوسرے ہوں یا خود باوجود اِحتیاج کے صبر پر قادر ہے اور اللہ پر اعتماد کامل ہے، تو دوسروں کو مقدم کر دیناکمال کا درجہ ہے۔ پہلی فصل کی آیات میں نمبر(۲۸) پر { وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ} کے ذیل میں یہ مضمون مفصل گزر چکا ہے۔حضر ت علیؓارشاد فرماتے ہیں کہ میں تمہیں اپنا اور (اپنی بیوی حضرت) فاطمہؓ کا جو حضورﷺکی سب سے زیادہ لاڈلی اولاد تھیں قصہ سنائوں؟ وہ میرے گھر رہتی تھیں خود چکی پیستیں جس کی وجہ سے ہاتھوں میں گِٹّے پڑ گئے۔ خود پانی بھر کرلاتیں جس کی وجہ سے مشکیزہ کی رگڑ سے بدن پررسی کے نشان پڑ گئے۔ خود گھر میں جھاڑو وغیرہ دیتیں جس سے کپڑے میلے رہتے۔ خود کھانا پکاتیں جس سے دھویں کے اثر سے کپڑے کالے رہتے۔ غرض ہر قسم کی مشقتیں اٹھائی رہتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضورﷺ کے پاس کچھ باندی غلام وغیرہ آئے تو میں نے کہا کہ تم بھی جاکر ایک خادم مانگ لو کہ اس مشقت سے کچھ امن ملے۔ وہ حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ وہاںکچھ مجمع تھا، شرم کی وجہ سے کچھ عرض نہ کرسکیں واپس چلی آئیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہؓ سے عرض کرکے چلی آئیں۔ دوسرے دن حضورﷺ تشریف

لائے اور ارشاد فرمایا کہ فاطمہ! تم کل کیا کہنے گئی تھیں۔ وہ تو شرم کی وجہ سے چپکی ہوگئیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی ساری حالت پانی وغیرہ بھرنے کی بیان کرکے عرض کیا کہ میں نے ان کو بھیجا تھا کہ ایک خادم آپ سے مانگ لیں۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں خادم سے بہتر چیز بتائوں؟ جب سونے لیٹاکرو تو سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ، الحمد للہ ۳۳ مرتبہ، اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھا کرو، یہ خادم سے بڑھ کر ہے۔ (ابوداؤد) ایک اور حدیث میں اس قصہ میں حضورﷺ کا یہ ارشاد بھی نقل کیا گیا کہ میں تمہیں ایسی حالت میں ہرگز نہیں دے سکتا کہ اہلِ صفّہ کے پیٹ بھوک کی وجہ سے لپٹ رہے ہیں۔ میاں غلاموں کو بیچ کر ان کی قیمت اہلِ صفّہ پر خرچ کروں گا۔ (فتح الباری)۷۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ؟ قَالَتْ: قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّيْ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِيْ عَهْدِ قُرَيْشٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰہ! إِنَّ أُمِّيْ قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ، أَفَأَصِلُهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، صِلِيْهَا۔متفق علیہ، كذا في مشكاۃ المصابيح۔حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ جس زمانہ میں حضورﷺکا قریش سے معاہدہ ہو رہا تھا اس وقت میری کافر والدہ (مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ) آئیں۔ میں نے حضورﷺ سے دریافت کیا کہ میری والدہ (میری اعانت کی) طالب بن کر آئی ہیں، ان کی اعانت کر دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں، ان کی اعانت کر دو۔فائدہ: ابتدائی زمانہ میں کفارکی طرف سے مسلمانوں پر جس قدر مظالم ہوئے وہ بیان سے باہر ہیں۔ تواریخ کی کتب ان سے پُر ہیں۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کو مجبور ہو کر مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنی پڑی۔ مدینہ منورہ پہنچنے کہ بعد بھی مشرکین کی طرف سے ہر طریقہ سے لڑائی اور اِیذا رسانی کاسلسلہ رہا۔ حضورِ اقدسﷺ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ محض عمرہ کرنے کی نیت سے مکہ مکرمہ تشریف لائے، توکافروں نے مکہ میں داخل بھی نہ ہونے دیا باہر ہی سے واپس ہونا پڑا، لیکن اس وقت آپس میںایک معاہدہ چند سال کے لیے ہو گیا تھا، جس میں چند سال کے لیے کچھ شرائط پر آپس میں لڑائی نہ ہونے کا فیصلہ ہوا

تھا، مشہور قصہ ہے۔ اسی معاہدہ کی طرف حضرت اسماءؓ نے اس حدیث میںاشارہ فرمایا کہ جس زمانہ میں قریش سے معاہدہ ہو رہا تھا اس معاہدہ کے زمانہ میں حضرت ابوبکرؓکی ایک بیوی جو حضرت اسماءؓ کی والدہ تھیں اور مسلمان نہیں ہوئیں تھیں، اپنی بیٹی حضرت اسماءؓ کے پاس کچھ اعانت کی خواہش لے کرگئیں۔ چونکہ وہ مشرک تھیں اس لیے حضرت اسماءؓکو اِشکال پیش آیاکہ ان کی اعانت کی جائے یانہیں؟ اس لیے حضورﷺ سے دریافت کیا۔ حضورﷺ نے اعانت کا حکم فرمایا۔

امام خطابی ؒ فرماتے ہیں کہ اس قصہ سے معلوم ہوا کہ کافر رشتہ داروں کی صلۂ رحمی بھی مال سے ضروری ہے جیسا کہ عام رشتہ داروں کی ہے۔ ایک روایت میںہے کہ اسی قصہ میں قرآن پاک کی آیت: { لَایَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْھُمْ وَ تُقْسِطُوْٓا اِلَیْھِمْط اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ o } (الممتحنہ :ع۲) نازل ہوئی۔ (فتح الباری) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں کے ساتھ احسان اور انصاف کا برتائو کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑتے اورتم کو تمہارے گھروں سے انھوںنے نہیں نکالا، اللہ تعالیٰ انصاف کابرتائو کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں ۔حضرتِ اقدس حکیم الامت مولانا تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ مراد وہ کافر ہیں جو ذمی یا مصالح ہوں۔ یعنی محسنانہ برتائو ان سے جائز ہے اور اسی کو منصفانہ برتائو فرمایا۔ پس انصاف سے مراد خاص انصاف ہے۔ یعنی ان کی ذمیت یامصالحت کے اعتبار سے انصاف اسی کو متقاضی ہے کہ ان کے ساتھ احسان سے دریغ نہ کیا جائے، ورنہ مطلق انصاف تو ہر کافر بلکہ جانور کے ساتھ بھی واجب ہے۔ (بیان القرآن)حضرت اسماءؓ کی یہ والدہ جن کا نام قیلہ یا قُتیلہ بنت عبدالعزیٰ ہے،چونکہ مسلمان نہ ہوئی تھیں اس لیے حضرت ابوبکرؓ نے ان کو طلاق دے دی تھی۔ بعض روایات میں ہے کہ یہ کچھ گھی پنیر وغیرہ ہدیہ کے طور پر لے کر اپنی بیٹی حضرت اسماءؓ کے پاس گئیں۔ انھوںنے ان کو اپنے گھر میںداخل نہ ہونے دیا اور اپنی علاّتی ہمشیرہ حضرت عائشہ ؓ کے پاس مسئلہ دریافت کرنے کے لیے آدمی بھیجا کہ حضورﷺ سے دریافت کرکے اطلاع دیں۔ حضورﷺ نے اجازت فرما دی اور یہ آیتِ شریفہ اسی قصہ میں نازل ہوئی۔ (فتح الباری، دُرِّمنثور)یہ ان حضرات کی دین پر پختگی اورقابلِ رشک جذبہ تھا کہ ماں گھر پر آئی ہے، محض بیٹی سے ملنے کے واسطے آئی ہے کہ اس وقت تک اعانت کی طلب کا تو وقت ہی نہ آیاتھا، لیکن حضرت اسماءؓ نے مسئلہ کی تحقیق کرنے کے لیے آدمی دوڑا دیا کہ میںاپنی ماں کو گھر میںداخل ہونے کی اجازت دے سکتی ہوں یا نہیں؟متعدد روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ صحابہ کرام? غیر مسلموں پر صدقہ کرنا ابتدا میں پسند نہیں کرتے تھے جس پر حق تعالیٰ شانہٗ نے آیتِ شریفہ: { لَیْسَ عَلَیْکَ ھُدٰھُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآئُ ط وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَ نْفُسِکُمْ} الآیہ (البقرہ :ع ۳۷)نازل فرمائی کہ آپ کے ذمہ ان کی ہدایت نہیںہے، یہ تو خدا تعالیٰ کاکام ہے جس کو چاہے ہدایت پر لاویں۔ اور جو کچھ (تم خیرات وغیرہ)خرچ کرتے ہو، اپنے نفع کے واسطے کرتے ہو، اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے علاوہ کسی اور فائدہ کی غر ض

سے نہیںکرتے۔ یعنی تم تو صدقہ وغیرہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی رضاکے واسطے کرتے ہو، اس میں ہر حاجت مند داخل ہے کافر ہو یا مسلمان ہو۔حضرت ابنِ عباس? فرماتے ہیں کہ لوگ اپنے کافر رشتہ داروں پر احسان کرنا پسند نہیںکرتے تھے تاکہ وہ بھی مسلمان ہو جائیں۔ انھوںنے اس بارہ میں حضورِ اقدسﷺ سے اِستفسار کیا، اس پر یہ آیتِ شریفہ { لَیْسَ عَلَیْکَ ھُدٰھُمْ} نازل ہوئی۔ اور بھی متعدد روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے۔ (دُرِّمنثور)امام غزالی ؒ نے لکھا ہے کہ ایک مجوسی حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضرہوا اور آپ کامہمان بننے کی درخواست کی۔ آپ نے فرما دیا کہ اگر تو مسلمان ہو جائے تو میں تیری مہمانی قبول کرتا ہوں۔ وہ مجوسی چلا گیا۔ اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوئی کہ ابراہیم تم ایک رات کا کھانا تبدیلیٔ مذہب بغیر نہ کھلا سکے، ہم ستّر برس سے اس کے کفر کے باوجود اس کو کھانا دے رہے ہیں۔ ایک وقت کا کھانا کھلا دیتے تو کیامضائقہ تھا؟

حضرت ابراہیمؑ فوراً اس کی تلاش میں دوڑنے لگے، وہ مل گیا، اس کو اپنے ساتھ واپس لائے اور اس کو کھانا کھلایا۔ اس مجوسی نے پوچھا کہ کیا بات پیش آئی کہ تم خود مجھے تلاش کرنے نکلے؟ حضرت ابراہیم ؑ نے وحی کا قصہ سنایا۔ وہ مجوسی کہنے لگا: اس کا میرے ساتھ یہ معاملہ ہے تو مجھے اسلام کی تعلیم دیجیۓ اور اسی وقت مسلمان ہوگیا۔ (اِحیاء العلوم)ایک حدیث میں ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن میں کسی شخص کو کوئی گنجایش نہیں۔ نمبر۱: والدین کے ساتھ احسان کرنا، چاہے والدین مسلمان ہوں یا کافر۔ نمبر۲: جس سے عہد کرلیا جائے اس کو پورا کرنا چاہے مسلمان سے عہد کیاہو یا کافر سے۔ نمبر ۳: امانت کو واپس کرنا، چاہے مسلمان کی امانت ہو یا کافر کی۔(الجامع الصغیر)محمد بن الحنفیہ، عطا اورقتادہ ؒ تینوں حضرات سے یہ نقل کیا گیا کہ حق تعالیٰ شانُہٗ کے پاک ارشاد:{اِلاَّ اَنْ تَفْعَلُوْا اِلٰی اَوْلِیَآئِ کُمْ مَعْرُوْفًاط} (الأحزاب :ع ۱)مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے بھلائی کرو۔میں مسلمان کی یہود و نصاریٰ غیر مسلم رشتے داروں کے لیے وصیت مراد ہے۔ (المغنی)۸۔ عَنْ أَنَسٍ وَعَبْدِ اللّٰہِ ؟ قَالاَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰہِ، فَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَی اللّٰہِ مَنْ أَحْسَنَ إِلَی عَیَالِہٖ۔رواہ البیھقي في الشعب، کذا في المشکاۃ۔حضورِاقدسﷺ کا ارشاد ہے کہ مخلوق ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کی عیال ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کو وہ شخص بہت محبوب ہے

جو اس کی عیال کے ساتھ احسان کرے۔فائدہ: مخلوق کے اندر مسلمان، کافر، انسان، حیوان سب ہی داخل ہیں۔ ہر مخلوق کے ساتھ احسان کا برتائوکرنا اسلام کی تعلیم ہے اور اللہ کو محبوب ہے۔ پہلی فصل کے نمبر(۱۰) پر یہ حدیث گزر چکی کہ ایک فاحشہ عورت کی اس پر بخشش ہوگئی کہ اس نے پیاسے کتے کو پانی پلایا۔ دوسری فصل کی نمبر (۸) پر یہ حدیث گزری ہے کہ ایک عورت کو ا س بنا پر عذاب ہوا کہ اس نے ایک بلی پال رکھی تھی اور اس کو کھانے کو نہ دیا۔جب جانوروں کا یہ حال ہے تو آدمی تو اشرف المخلوقات ہے، اس پر احسان اور اچھے برتائو کا کیا کچھ اجر ہوگا۔ حضورِ اقدسﷺ کا مشہور ارشاد ہے : اِرْحَمُوْا مَنْ فِيْ الْأَرْضِ یَرْحَمُکُمْ مَنْ فِي السَّمَآئِ تم زمین پر رہنے والوں پر رحم کرو، تم پر آسمان والے رحم کریں گے۔دوسری حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص آدمیوں پر رحم نہیں کرتا اللہ اس پر ر حم نہیں فرماتا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ رحم اس شخص کے دل سے نکالا جاتا ہے جو بدبخت ہو۔ (مشکاۃ المصابیح)خود حضورِ اقدسﷺکی ساری زندگی دنیا کے لیے رحمت تھی۔ آپ کی زندگی کا ایک ایک واقعہ اس کی شہادت دیتا ہے۔ امت کے لیے ضروری ہے کہ حضورﷺ کی زندگی کے واقعات کی تحقیق کرے اور اس کااتباع کرے۔ حق تعالیٰ شا نُہٗ کا پاک ارشاد ہے: { وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلاَّ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ط} (الأنبیاء: ع ۷) اور ہم نے آپ کو اور کسی بات کے لیے نہیں بھیجا، مگر دنیا جہاں کے لوگوں پر مہربانی کرنے کے لیے۔حضرت ابنِ عباس? اس آیتِ شریفہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جو لوگ حضورﷺ پر ایمان لے آئے ان کے لیے تو آپ کا وجود دنیا اور آخرت کی رحمت ہے ہی، لیکن جو لوگ ایمان نہیں لائے ان کے لیے بھی آپ کا وجود اس لحاظ سے رحمت ہے کہ وہ پہلی امتوں کی طرح دنیا کے عذاب مسخ ہوجانے سے، زمین میں دھنس جانے سے، آسمانوں سے پتھر برسنے سے محفوظ ہوگئے۔حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے حضورﷺ سے درخواست کی کہ قریش نے مسلمانوں کو بہت اَذیت پہنچائی، بہت نقصانات دیے، آپ ان لوگوں پر بددعا فرمائیںۓ حضورﷺنے فرمایا کہ میں بددعائیں دینے کے لیے نہیں بھیجا گیا، میں لوگوںکے لیے رحمت بنا کربھیجا گیا ہوں۔ اور بھی متعدد روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے۔ (دُرِّمنثور)

حضورِ اقدسﷺ کے طائف کے سفر کا جاں گداز واقعہ ’’حکایاتِ صحابہؓ‘‘ کے شروع میں لکھ چکا ہوں کہ ان بدنصیبوں نے کتنی سخت سخت تکلیفیں پہنچائیں کہ حضورِ اقدسﷺ کے بدن مبارک سے خون جاری ہوگیا اور اس پر جب اس فرشتے نے جو پہاڑوں پرمتعین تھا، آکر درخواست کی کہ اگر آپ فرما ویں تو دونوجانب کے پہاڑوں کوملا دوں جس سے یہ سب بیچ میں کچل جائیں گے۔ تو حضورﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ کی ذات سے یہ امید ہے کہ اگر یہ لوگ مسلمان نہ بھی ہوں تو ان کی اولاد میں سے کچھ لوگ اللہ کا نام لینے والے پیدا ہوجائیں گے۔اُحد کی لڑائی میں

جب حضورﷺ پر سخت حملہ کیا گیا، حضورﷺ کا دندانِ مبارک شہید ہوگیا، لوگوں نے کفار پر بددعا کی درخواست کی، حضور ﷺنے ارشاد فرمایا: یااللہ! میری قوم کو ہدایت فرما کہ یہ لوگ ناواقف ہیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر آپ بھی حضرت نوح ؑ کی طرح بددعا فرما دیتے تو ہم سب کے سب ہلاک ہو جاتے کہ آپ کو ہر قسم کی تکلیفیں پہنچائی گئیں،لیکن آپ ہر وقت یہی فرماتے رہے کہ یا اللہ! میری قوم کی مغفرت فرماکہ وہ جانتے نہیں۔قاضی عِیاض ؒ فرماتے ہیں کہ ان حالات کو بڑے غور سے دیکھنا چاہیے کہ کس قدر حضور ﷺ کا حلم اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ اور جود و کرم کی انتہا ہے کہ ان سخت سخت تکلیفوں پر حضورﷺ کبھی مغفرت کی کبھی ہدایت کی دعائیں ہی کرتے رہے۔غواث بن حارث کا واقعہ مشہو ر ہے کہ جب ایک سفر میں حضورِ اقدسﷺ تنہا سورہے تھے وہ تلوار ہاتھ میں لے کر حضورِ اقدس ﷺ کے پاس پہنچ گیا اور حضورﷺ کی آنکھ اس وقت کھلی جب کہ وہ تلوار سونتے ہوئے پاس کھڑا تھا۔ اس نے للکار کر کہا کہ بتا اب تجھے بچانے والا کون ہے؟ حضورﷺنے فرمایا: اللہ ۔ حضورﷺ کا یہ ارشاد فرماناتھا کہ اس کے ہاتھ کو کپکپی ہوئی اور تلوار ہاتھ سے گر گئی۔ حضورﷺ نے وہ تلوار اپنے دستِ مبارک میں لے کر فرمایا کہ اب تو بتا کہ تجھے بچانے والا کون ہے؟ وہ کہنے لگا کہ آپ بہترین تلوار لینے والے ہیں (یعنی معاف فرمائیں)۔ حضورﷺ نے معاف فرمایا۔یہودی عورت کا حضورِ اقدسﷺکو زہر دینے کاواقعہ بھی مشہور ہے اور اس عورت نے اس کا اقرار بھی کرلیا کہ میں نے حضورﷺکو زہر دیا، لیکن حضورﷺ نے اپنا انتقام نہیں لیا۔ لبید بن اعصم نے حضورﷺ پر جادو کیا۔ حضورﷺکو اس کاعلم بھی ہوگیا، مگر حضورﷺ نے اس واقعہ کا چرچا بھی گوارا نہیں کیا۔ غرض دوچار واقعات نہیں ہزاروں واقعات حضورﷺ کے دشمنوں پر رحم و کرم کے ہیں۔ (الشفاء)حضورِ اقدسﷺکا پاک ارشاد ہے کہ تم اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتے جب تک ایک دوسرے کے ساتھ رحم

کابرتائو نہ کروگے صحابہcنے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص رحم تو کرتا ہی ہے۔ حضورﷺ نے فرمایا: یہ رحم نہیں ہے جو اپنے ہی کے ساتھ ہو، بلکہ رحم وہ ہے جو عام ہو۔حضورِ اقدسﷺ ایک مکان میں تشریف لے گئے، وہاں چند قریش کے حضرات بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور ﷺنے فرمایا کہ یہ سلطنت اور حکومت کا سلسلہ قریش میں رہے گا جب تک کہ وہ یہ معمول رکھیں جو ان سے رحم کی درخواست کرے اس پر رحم کریں، جب کوئی حکم لگائیں تو عدل کالحاظ رکھیں،جب کوئی چیز تقسیم کریں توانصاف کو اختیار کریں۔ اور جو شخص ان امور کا خیال نہ کرے اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت، سارے آدمیوں کی لعنت۔ایک مرتبہ حضورﷺ ایک مکان میں تشریف لے گئے جہاں مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت تشریف رکھتی تھی۔ حضورﷺکو تشریف لاتا دیکھ کر ہر شخص اپنی جگہ سے ہٹ گیا اس امید پر کہ حضورﷺ وہاں تشریف رکھیں۔ حضورﷺ دروازے پر تشریف فرما رہے اور دروازے کی دونوں جانبوںپرہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا کہ میرا تم پر بہت حق ہے۔ یہ امر سلطنت کا قریش میں رہے گا جب تک وہ تین باتوں کا اہتمام رکھیں۔ نمبر۱: جو شخص ان سے رحم کی درخواست کرے اس پر رحم کریں۔ نمبر ۲: جو فیصلہ کریں انصاف سے کریں۔ نمبر۳: جو معاہدہ کسی سے کرلیں اس کو پورا کریں۔ اور جوشخص ایسا نہ کرے اس پر اللہ کی لعنت ہے، فرشتوں کی لعنت ہے، تمام آدمیوں کی لعنت ہے۔حضورﷺکا پاک ارشاد ہے کہ جو شخص ایک چڑیا کو بھی بغیر حق کے ذبح کرے گا قیامت کے دن اس سے مطالبہ ہوگا۔ صحابہ؟ نے عرض کیا کہ اس کاکیا حق ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ذبح کرکے اس کو کھایا جائے، یہ نہیں کہ ویسے ہی ذبح کرکے پھینک دی جائے۔ بہت سی احادیث میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ غلام جو تمہارے ماتحت ہیں ان کو اس چیز سے کھلائو جس سے خود کھاتے ہو، اس چیز سے پہنائو جس سے خودپہنتے ہو اور جس سے موافقت نہ آئے اس کو فروخت کر دو۔ اس کو عذاب میں مبتلا کرنے کا کوئی حق نہیں۔ (الترغیب والترہیب)حضورﷺ کاارشاد ہے کہ جب تمہارا کوئی خادم تمہارے لیے کوئی چیز پکا کر لائے کہ اس کی گرمی اور دھوئیں کی مشقت اس نے اٹھائی ہے، تو تمہیں چاہیے کہ اس کو کھانے میں اپنے ساتھ شریک کرو۔ اگراتنی مقدار نہ ہو کہ اس کو شریک کرسکو تو اس میں سے تھوڑا سا اسے بھی دے دو۔ (مشکاۃ المصابیح) حضورﷺکا

ارشاد ہے کہ ماتحتوں کے ساتھ اچھا برتائو کرنا مبارک ہے اور ان کے ساتھ بدخلقی برتنا بدبختی ہے۔ (مشکاۃ المصابیح)غرض ہر نوع سے حضورﷺ نے مخلوق پر رحم کی تاکید فرمائی، مختلف نوع سے ان پر اکرام کی ترغیب دی۔٩۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ? قَالَ:: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ، وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِيْ إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا۔رواہ البخاري، كذا في مشكاۃ المصابيح۔

حضورِ اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ وہ شخص صلۂ رحمی کرنے والا نہیں ہے جو برابر سرابر کا معاملہ کرنے والا ہو، صلۂ رحمی کرنے والا تو وہ ہے جو دوسرے کے توڑنے پر صلۂ رحمی کرے۔ فائدہ: بالکل ظاہر اور بدیہی بات ہے۔ جب آپ ہر بات میں یہ دیکھ رہے ہیںکہ جیسا برتائو دوسرا کرے گا ویسا ہی میں بھی کرونگا تو آپ نے کیا صلۂ رحمی کی؟ یہ بات تو ہر اجنبی کے ساتھ بھی ہوتی ہے کہ جب دوسرا شخص آپ پر احسان کرے گا تو آپ خود اس پر احسان کرنے پر مجبور ہیں۔ صلۂ رحمی تو درحقیقت یہی ہے کہ اگر دوسرے کی طرف سے بے اِلتفاتی، بے نیازی، قطع تعلق ہو تو تم اس کے جوڑنے کی فکر میں رہو، اس کو مت دیکھو کہ وہ کیا برتائو کرتا ہے۔ اس کو ہر وقت سوچو کہ میرے ذمہ کیا حق ہے، مجھے کیا کرنا چاہیے۔ دوسرے کے حقوق ادا کرتے رہو، ایسا نہ ہو کہ اس کا کوئی حق اپنے ذمہ رہ جائے جس کا قیامت میں اپنے سے مطالبہ ہو جائے۔ اور اپنے حقوق کے پورا ہونے کا واہمہ بھی دل میں نہ لو، بلکہ اگر وہ پورے نہیں ہوتے تو اور بھی زیادہ مسرور ہو کہ دوسرے عالم میں جو اجر و ثواب اس کاملے گا، وہ اس سے بہت زیادہ ہوگا جو یہاں دوسرے کے ادا کرنے سے وصول ہوتا۔ایک صحابی نے حضورِ اقدسﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے رشتہ دار ہیں، میں ان کے ساتھ صلۂ رحمی کرتا ہوں وہ قطع رحمی کرتے ہیں، میں ان پر احسان کرتا ہوں وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں، میں ہر معاملہ میں تحمل سے کام لیتا ہوں وہ جہالت پر اُترے رہتے ہیں۔ حضورِ اقدسﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ سب کچھ صحیح ہے توتُو ان کے منہ میں خاک ڈال رہا ہے (یعنی خود ذلیل ہوں گے)۔ اور تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ شا ٔ کی مدد شاملِ حال رہے گی جب تک تو اپنی اس عادت پر جمار ہے گا۔ (مشکاۃ المصابیح) اور جب تک اللہ کی مدد کسی کے شاملِ حال رہے نہ کسی کی برائی سے نقصان پہنچ سکتا ہے نہ کسی کا قطع تعلق نفع پہنچنے سے مانع ہوسکتا ہے۔تُو نہ چُھوٹے مجھ سے یاربّ! تیرا چھٹنا ہے غضبیوںمیں راضی ہوں مجھے چاہے زمانہ چھوڑ دے۔یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ شا ٔ کسی کا مددگار ہو جائے تو اس کو کب کسی دوسرے کی کسی مددکی اِحتیاج باقی رہ سکتی ہے۔ پھر ساری دنیا اس کی مجبوراً معین ہے اور ساری دنیا مل کر اس کو کوئی نقصان پہنچانا چاہے۔ تو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ایک حدیث میں حضورِاقدسﷺ کاا رشاد ہے کہ مجھے میرے ربّ نے نو باتوں کاحکم فرمایا ہے۔ نمبر۱: حق تعالیٰ شا ٔ کا خوف ظاہر میں بھی اورباطن میں بھی۔ (یعنی دل سے اور ظاہر سے یا خلوت میں اور جلوت میں) نمبر۲: انصاف کی بات

خوشی میں بھی اور غصہ میں بھی۔ (آدمی جب کسی سے خوش ہواکرتا ہے تو عیوب چھپا کر تعریفوں کے پل باندھا کرتا ہے، جب خفا ہوتا ہے تو جھوٹے الزام تراشا کرتا ہے، مجھے حکم ہے کہ ہر حالت میں انصاف کی بات کہوں) نمبر۳: میانہ روی فقر کی حالت میں بھی اور وسعت کی حالت میں بھی۔ (نہ تنگی میں کنجوسی کروں نہ وسعت میں اِسراف کروں، یا نہ فقرمیں جزع فزع کروں نہ غنا میںعجب اور فخر کروں) نمبر۴: نیز یہ کہ جو شخص مجھ سے قطع تعلق کرے میںاس کے ساتھ بھی تعلقات وابستہ کروں۔ نمبر۵: اور جوشخص مجھے اپنی عطا سے محروم کرے میں اس کے ساتھ حسنِ سلوک کروں۔ نمبر۶: جو شخص مجھ پرظلم کرے اس کو معاف کر دوں۔ (انتقام لینے کی فکر میں نہ پڑوں) نمبر۷: یہ کہ میرا سکوت (آخرت کا یا اللہ تعالیٰ کی آیات کا) فکر ہو۔ نمبر۸: میری گویائی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو۔ (تسبیح وغیرہ یا اللہ کے اَحکام کابیان) نمبر۹: میری نظر عبرت ہو۔ (یعنی جس چیز کو دیکھوں عبرت کی نگاہ سے دیکھوں) نمبر۱۰: اور میں نیک کام کا حکم کرتا رہوں۔ (مشکاۃ المصابیح)شروع میں نو چیزیں فرمائیں تھیں تفصیل میںدس ہوگئیں، مگر یہ دسویں چیز سابقہ نو چیزوں کا اِجمال بھی ہوسکتا ہے اور نمبر(۷ ، ۸) دو مقابل ہونے کی وجہ سے ایک بھی شمار ہوسکتے ہیں، جیسا کہ

شروع میں ظاہر باطن ایک شمار ہوئے، خوشی اور غصے ایک شمار ہوئے۔ حضرت حکیم بن حزام ؓ فرماتے ہیں: ایک شخص نے حضورﷺ سے دریافت کیا کہ افضل ترین صدقہ کیا ہے؟ حضورﷺ نے فرمایا: کاشح رشتے دار کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا۔ (الترغیب و الترہیب) ’’کاشح‘‘ اس شخص کو کہتے ہیں جو دل میں کسی سے بغض وکینہ رکھے۔ایک حدیث میں حضورﷺکا ارشاد وارد ہوا ہے کہ جو شخص یہ پسند کرے کہ قیامت میں اس کو بلند مکانات ملیں، اس کو اونچے درجے ملیں، اس کو چاہیے کہ جو شخص اس پر ظلم کرے اس سے درگزر کرے، جو اس کو اپنی عطا سے محروم رکھے اس پر احسان کرے اور جو اس سے تعلقات توڑے اس سے تعلقات جوڑے۔ (دُرِّمنثور)ایک حدیث میں ہے کہ جب آیتِ شریفہ { خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ} (الأعراف : ع ۳۴) معافی کو اختیار کرو، نیکی کا حکم کرو اور جاہلوں سے اعراض کرو نازل ہوئی تو حضورِاقدسﷺ نے حضرت جبرئیل ؑ سے اس کی تفسیر دریافت کی۔ تو انھوں نے عرض کیا کہ جاننے والے (تعالیٰ شا نہٗ) سے دریافت کرکے عرض کروں گا۔ وہ واپس تشریف لے گئے اور پھر آکر عرض کیا: اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے کہ جو آپ پر ظلم کرے اس کومعاف کریں اور جو آپ کو اپنی عطاسے محروم رکھے اس کو عطا فرمائیں اور جو آپ سے تعلقات توڑے اس سے تعلقات جوڑیں۔

ایک اور حدیث میںاس واقعے کے بعد یہ بھی ہے کہ اس کے بعد حضورِ اقدسﷺ نے لوگوں سے خطاب کرکے فرمایا کہ میں تم کو دنیا اورآخرت کے بہترین اخلاق بتائوں؟ صحابہc نے عرض کیا: ضرور ارشاد فرمائیں۔ حضورﷺ نے فرمایا: جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کردو، جو تمہیں اپنی عطا سے محروم رکھے اس کو عطا کرو، جو تم سے تعلقات توڑے اس سے صلۂ رحمی کرو۔ حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضورِ اقدسﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں اوّلین وآخرین کے بہترین اخلاق بتائوں؟ میں نے عرض کیا: ضرور ارشاد فرمائیں۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ جو تمہیں اپنی عطا سے محروم رکھے اس کو عطا کرو اور جو تم پر ظلم کرے اس کومعاف کرو اور جو تم سے قرابت کے تعلقات توڑے اس کے ساتھ تعلقات جوڑو۔ حضرت عقبہ ؓ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میں تمہیں دنیا اور آخرت کے بہترین اخلا ق بتائوں؟ پھر یہی تین چیزیں ارشاد فرمائیں۔ اور بھی متعدد صحابہ کرامc سے یہ مضمون ذکر کیاگیا۔ حضرت ابوہریرہؓ حضورِ اقدسﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آدمی خالص ایمان تک اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ یہ کام نہ کرے کہ اپنے سے تعلق توڑنے والوں کے ساتھ تعلقات جوڑا کرے، اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کو معاف کیاکرے، اپنے کو گالیاں دینے والے کو بخش دیا کرے اور جو اپنے ساتھ برائی کرے اس کے ساتھ بھلائی کرے۔ (دُرِّمنثور)۱۰۔ عَنْ أَبِيْ بَکْرَۃَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : مَا مِنْ ذَنْبٍ أَحْرَی أَنْ یُّعَجِّلَ اللّٰہُ لِصَاحِبِہٖ الْعُقُوْبَۃَ فِيْ الدُّنْیَا مَعَ مَا یَدَّخِرُ لَہٗ فِيْ الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِیْعَۃِ الرَّحِمِ۔ حضورِ اقدسﷺ کا ارشاد ہے کہ نہیں ہے کوئی گناہ جو زیادہ مستحق اس بات کا ہو کہ اس کا وبال آخرت میں ذخیرہ رہنے کے باوجود دنیا میں اس کی سزا بہت جلد نہ بھگتنی پڑے ان دو کے علاوہ، ایک ظلم دوسرا قطع رحمی۔رواہ الترمذي وأبو داود، کذا في مشکاۃ المصابیح۔فائدہ: یعنی یہ دو گناہ ظلم اور قطع رحمی ایسے ہیں کہ آخرت میں تو ان پر جو کچھ وبال ہوگا وہ ہو ہی گا، آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی اس کی سزا بہت جلد ملتی ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شا نہٗ ہر گناہ کی جب چاہے مغفرت فرمادیتے ہیں، مگر والدین کی قطع رحمی کی سزا مرنے سے پہلے پہلے دے دیتے ہیں۔ (مشکاۃ المصابیح)ایک حدیث میں ہے کہ ہر گناہ کی سزا اللہ آخرت پر مؤخر فرما دیتے ہیں، لیکن والدین کی نافرمانی کی سزا کو بہت جلد دنیا میں

دے دیتے ہیں۔ (الجامع الصغیر) بہت سی احادیث میں یہ مضمون بھی ہے کہ حق تعالیٰ شا نہٗ قیامت کے دن رحم (قرابت) کو زبان عطا فرما ویں گے، وہ عرشِ معلی کو پکڑ کر درخواست کرتا رہے گا کہ یااللہ! جس نے مجھے ملایا اس کو ملا اور جس نے مجھے قطع کیاتو اس کو قطع کرے بہت سی احادیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شا نہٗ فرماتے ہیں کہ رحم کا لفظ اللہ تعالیٰ کے پاک نام رحمن سے نکالا گیا ہے، جو اس کو ملائے گا رحمن اس کو ملائے گا، جو اس کو قطع

کرے گا رحمن اس کو قطع کرے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں کوئی قطع رحمی کرنے والا ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ ہر پنجشنبہ کو اللہ کے یہاں اعمال پیش ہوتے ہیں، قطع رحمی کرنے والے کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ (دُرِّمنثور)فقیہ ابو اللیث ؒ فرماتے ہیں کہ قطع رحمی اس قدر بدترین گناہ ہے کہ پاس بیٹھنے والوں کو بھی رحمت سے دور کر دیتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہر شخص اس سے بہت جلد توبہ کرے اور صلۂ رحمی کا اہتمام کرے۔حضورﷺ کاارشاد ہے کہ صلۂ رحمی کے علاوہ کوئی نیکی ایسی نہیں جس کا بدلہ بہت جلد ملتا ہو، اور قطع رحمی اور ظلم کے علاوہ کوئی گناہ ایسا نہیں جس کا وبال آخرت میں باقی رہنے کے ساتھ ساتھ دنیا میں جلدی نہ مل جاتا ہو۔ (تنبیہ الغافلین)حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ ایک مرتبہ صبح کی نماز کے بعد ایک مجمع میں تشریف فرماتھے، فرمانے لگے: میں تم لوگوں کو قسم دیتا ہوں کہ اگر اس مجمع میں کوئی شخص قطع رحمی کرنے والا ہو تو وہ چلا جائے، ہم لوگ اللہ تعالیٰ شا ٔنہ سے ایک دعا کرنا چاہتے ہیںاور آسمان کے دروازے قطع رحمی کرنے والے کے لیے بند ہو جاتے ہیں۔ (الترغیب و الترہیب) یعنی اس کی دعا آسمان پر نہیں جاتی، اس سے پہلے ہی دروزے بند کر دیا جاتا ہے، اور جب اس کے ساتھ ہماری دعا ہوگی تو وہ دروازے بند ہو جانے کی وجہ سے رہ جائے گی۔ان کے علاوہ بہت سی روایات سے یہ مضمون معلوم ہوتا ہے۔ اور دنیا کے واقعات بہت کثرت سے اس کی شہادت دیتے ہیں کہ قطع رحمی کرنے والا دنیا میں بھی ایسے مصائب میں پھنستا ہے کہ پھرروتا ہی پھرتا ہے، اور اپنی حماقت اور جہالت سے اس کو یہ خبر نہیں ہوتی کہ اتنے اس گناہ سے توبہ نہ کرے، اس کی تلافی نہ کرے، اس کا بدل نہ کرے، اتنے اس آفت اور اس عذاب سے جس میں مبتلا ہے خلاصی نہ ہوگی،چاہے لاکھ تدبیریں کرلے۔ اور اگر کسی دنیوی آفت میں مبتلا ہو جائے تو وہ اس سے بہت ہلکی ہے کہ کسی بددینی میں خدا نہ کرے مبتلا ہوجائے کہ اس صورت میں اس کو پتہ بھی نہ چلے گا کہ توبہ ہی کرلے۔ حق تعالیٰ شا ٔنہ ہی اپنے فضل سے محفوظ فرمائے۔ ★ ★ ★